

بفضلہ کے شانہ

مثنوی سیرین

اسم تاریخی

مفتداخر

۱۳۲۶ھ

مُصَنَّفُ عَذْبُ الْبَيَانِ طَبِيبُ الْلسَانِ جَنَابُ لُؤْلُؤِ مَحْمُودٍ عِيَاذُ الْاَقْبَلِ تَخْلُصُ مَنْصِبِهِ وَكَوْنُ
بَانِيكَوْر سِرِّ كَا عَالِي فَتَايَا ثِيْنِ جَنَابُ لُؤْلُؤِ سَيِّدِ حُسَيْنِ بْنِ اَبِي صَالِحٍ عَلِيِّ مَسْمُومٍ وَوَرِثَةِ
مَطْبَعِ فِدَائِي وَكَوْنِ حَقِيْقَةِ بَا زَارِ طَبْعِ شَدِّ

بِاِثْمِ عَبْدِ الرَّزَّاقِ مَبْجُورِ

بفضل تکیه اشانه

مثنوی حسین

اسم تاریخی

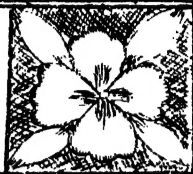
مفاد آخر

۲۶ ۳ ۱۴

مُصَنَّفُ عَذْبُ الْبَيَانِ طَبِيبُ الْلسَانِ جَنَابُ مَوْحِي مَجْمُوعُ عَيْضِ الْاَلْقِ تَحْلِصُ مَنْصِبِهِ وَوَكِيلُ
بَنِيكَوَرِ سَرِكَارِ عَالِي حِسْبِ بَاشِیْنِ مَوْحِی عِبَاسِ حُسَيْنِ مَعْلُومِ صَادِقِ عَلِیِّ عَزِیزِ مَغْفُورِ عَلِیِّ شَقِیْقِ
مَطْبَعِ فِدَائِی مَوْكِنِ حَقِیْقَةِ بَازِ طَبِیعِ شَدِّ



بسم اللہ الرحمن الرحیم



جو بہنیں ہے تیری شرک سے جدا
 کوئی بھی جس کا بہنیں حقاً شریک
 ہے مقرر تو وہ ہر اک سے پر قید
 وہ کریم و ست اور مختار ہے
 تابع فرمان ہے ساری کائنات
 قطرہ ناپاک سے طہا ہر کیا
 کر سکے تا امت از نیک بد
 اشرف المخلوق ہے تیرا خطاب
 ہو لکویا و غیب سے معطوف رکھ

دل سے کر حمد او سکی اے لایق سدا
 ذات واحد او سکی ہے اور لا شریک
 مثل ہے او سکا نہ کوئی ہے نظیر
 وہ کریم و ست اور غفار ہے
 سارے عیون سے بری ہے او سکی ذات
 جس نے تجھ کو خاک سے ظاہر کیا
 تجھ کو دی اس واسطے عقل و خرد
 ساری خلقت میں بشر ہے انتخاب
 یا دحق میں آپ کو مصروف رکھ

<p> فصل بدہر گز نہ کرنا طر ہے وہ تو ہمیشہ اس کی قیام کہ نہ اس کی طاعت میں جو ہوگا مستکف ہو اگر سمیاریا ہوتی نہ دست چاہئے ہر حال میں شکر خدا کس طرح ہوگی گناہوں کی گریز بندہ پرورائے کریم کار ساز </p>	<p> یہ سمجھ لے ہر جگہ حاضر ہے وہ خاک پر اپنا جھکا فسق نیاز سر باطن تجھ پہ ہوگا منکشف بندگی میں اس کی رہ چلاک و پست تذکرہ اس کا رہے لب پر سدا آئینہ گاجس وقت روز رستخیز دین اور دنیا میں کر تو سر سراز </p>
---	--

مناجات بدرگاہ قاضی الحاجات

<p> خالق کون و مکان رتبے من مہربان کوئی نہیں تیرے بغیر کچھ نہو تیری محبت کے سوا دل سے میرے جرم کی ظلمت ہو دور کر مبدل نور سے غفلت کا رنگ دل میں روشن کر چہراغ معرفت مجھ کو دکھلا دے وہ راہِ ستقیم </p>	<p> تو ہے بیشک اے کریم ذوالنہن کرا کہی عاقبت میری کھنیر یاد عینہ آئے نہ دل میں اک ذرا بڑھتا جائے روز و شب ایمان کا نور معرفت کا چاہتا ہوں آبِ رنگ داغ ہوں گلہائے باغ معرفت دیکھ دے ہو کا نہ شیطانِ جیم </p>
--	---

معصیت عصیان خطا لغزش نہو
 تو عطا کر مجھ کو ایسی معرفت
 تیری طاعت میں کمر بستہ رہوں
 ہوں گناہوں کے سبب سے شرمسار
 رحم کر تو جب لبونہ جان ہو
 تو بچ مجھ کو فشار قبر سے
 پریش و کینہ مزار ہو لناک
 جس طرح امید ہے تجھے یہاں
 کیون نہو پھر خوف میزان مضبوط
 کوئی بھی میرا نہیں تیرے سوا
 ہیں خطائیں میری مجید عجباب
 آتش دوزخ سے گہرا تا ہوں میں
 حشر میں یارب ترا عبدِ ضعیف
 بخش دے عصیان کو میرے ہوناثم

فصل تیرا ہو تو کچھ پریش نہو
 چاہئے عارف کو جیسی معرفت
 بندگی میں تیری پیوستہ رہوں
 تیری رحمت کا ہوں میں امیدوار
 تنزع کی مشکل مری آسان ہو
 عالم تاریک و تاریں سے
 جسکی ہیبت سے جگر ہوتا ہے چاک
 حشر میں بھی دیجیو یارب امان
 پر معاصی ہوں میں کیا میری بساط
 ہر جگہ مجھ کو بچالے اے خدا
 غفور دے تو نہ کوئی لے حساب
 کثرت عصیان شر ماتا ہوں میں
 سبکی نظروں میں نہو جا ضعیف
 یا غفور و یا کریم و یا رحیم

در لغت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

تو کہان ایدل کہان نعتِ رسول
 بادشاہِ ابنیا سلطانِ دین
 باعثِ ایجادِ ارض و آسمان
 صاحبِ معراج اور حتمِ رسل
 نسخِ ادیان سابق ہیں یہی
 آیا ہے ترانِ جن پر وہ نبی
 وہ نبیِ دائم رہے گا جس کا دین
 جو کہ محبوبِ خدا ہے اور حبیب
 سرورِ کون و مکان اُمّی لقب
 احمد مرسلِ شہِ لولاک ہے
 حق نے کی انکی شانِ قرآن میں
 ہیں یہی فخرِ رسولانِ سلف
 ہے لقبِ جس کا امیرِ المؤمنین
 جس کو خالق نے عطا کی ذوالفقار
 وہ ولیِ حق ہے اور دستِ خدا

ہو گیا ہے رحمتِ حق کا نزول
 بہترینِ اولین و آخرین
 جس نے کی اک پل میں سب لاکھ
 تابعِ فرمان ہیں جنکے حبسِ وکل
 واقفِ اسرارِ خالق ہیں یہی
 ہے شفیعِ روزِ محشر وہ نبی
 وہ نبی جو رحمتِ اللعالمین
 ہو گیا ایسا نبی ہم کو نصیب
 جس کا پاکیزہ حبیب اور نسب
 اور محمد جس کا اسم پاک ہے
 بلکہ ہے قرآن انہیں کی شان میں
 جانشینِ انکا علی شاہِ نجف
 شیرِ حق اور استادِ حبیبِ املین
 جنگ سے بہا گانہیں جو زمیندار
 وہ نبین ہے نورِ محمد سے جدا

<p>جس نے مردوں کو عطا کی ہر حیات مع جسکی لافت الّا علی شان میں آیا ہے جسکی انما بت شکن اور راکب دوش نبی قوت بازو ہے اور نفس سول نایب اسکے بعد میں گیارہ ام</p>	<p>شہیر سے سلمان کو جس نے دی بخت لکھت لکھی ہے ارشاد نبی شان میں آیا ہے جسکی ہلاتے تھا جلی حبس پر اک راز خفی والد سبطین اور زوج بتول بھیج دایم ان کے اوپر تو سلام</p>
---	---

در مع علی حضرت قدر قدرت حضور پر نور بندگان عالی
 متعالی فیصلہ عالی خداوند ملکہ و سلطنتہ

<p>ہے اگر ایدل ترا بخت لبند ہن جو نسل اللہ کی تائے زمن دہرین شہور ہے جنگا یہ نام عدل میں ہن ثانی نوشیروان ان کے ہن اوصاف بی دوشہام عدل گستر بندہ پرورداد رس بعد خالق ہن یہی روزی رسان</p>	<p>مع شاہ وقت سے ہو بہر ہند بادشاہ حیدر آباد دکن میر محبوب علی شاہ نظام و بدبین نخر شامان کیان ہے یہاں منظور لیکن اختصار حامی در ماندگان سر یاد رس پل رہے ہن آدمی لاکھوں یہاں</p>
---	---

<p>ہر کس و ناکس پہ ہے فیض عظیم مجلو گھر بیٹھے کیا منصب عطا خوش رہیں سب سلطنت کے خیر خواہ سر پر شہزادوں کے یہ وہ دایم رہیں</p>	<p>ایک میں بھی ہوں نگوار و تیریم یہ دغا مانگوں نہ کیوں صبح و سہا اور سب بد خواہ ہو جہا میں تباہ حلق میں تا حشر یہ قائم رہیں</p>
--	--

بیان تعمیرِ ایمان و صاحبِ ایمان

<p>تجہ میں ایدل گرہیں ایمان کا نور داغ عصیان و دور اسے سفاک کر غیر حق آئے نہ لب پر کوئی حرف دل میں ایمان کے اگر آثار ہوں ہے علامت یہ ہر اک و نیا رکلی ایک حق کا حب اتنا ایمان ہے علم سے مقصود ہے بس علم دین رکھ کے قدرت صبر کرنا علم ہے جس کی کاغذ و باطن ہو ایک صاحب ایمان کا ہے اک ماجرا</p>	<p>رحمت حق ہے ہمیشہ تجھے دور کینہ سے سینہ کو اپنے پاک کر دلو اپنے کرے عرفان کا طرف لب پہ بھی اقرار کے اذکار ہوں یعنی ہو ایمان و علم اور علم بھی بعد پیغمبر ہے اور تر آن ہے عالم دین پائیگا ضلہ برین دل پہ اپنے جبر کرنا علم ہے دین و دنیا میں وہ ہے ہمیشہ نیک ہو مخاطب گوش دل سے سخن ذرا</p>
---	---

ایسے تھے ثابت قدم ایمان بین
 یعنی جو مشہور بین اصحاب کہف
 روم میں اک ملک نام افسوس تھا
 دولت دنیا تھی حید و شہما
 عیش میں مصروف وہ جاوید تھا
 مال و دولت پر وہ کرتا تھا غور
 خوف او سکا بسکہ عالم گیر تھا
 لوگ سب او سکی پرستش کرتے تھے
 کوئی او سکو گز نہیں کہتا خدا
 سلطنت میں تھے چھ شخص اسکے وزیر
 وہ لعین بیٹھا تھا اک دن تخت پر
 اتفاقاً ایک نے آکر کھسکا
 سنتے ہی او سکو ہوا یہ اضطراب
 اک وزیر نیک تب پا کر یہ طور
 یہ چند اہوتا تو کیوں ہوتا خط

نوکر جکا آیا ہے مہراں میں
 خواب پر مامور ہیں اصحاب کہف
 بادشاہ وقت و قیاموس تھا
 کفر کو لیکن کیا تھا اختیار
 روز ہر اک مثل روزِ عیب تھا
 تھا نہایت صاحبِ فنق و مجور
 رام ہر طفل و جوان و پیر تھا
 قہر سے او سکے نہایت ڈرتے تھے
 او س کے سر کو تن سے کر دیتا جدا
 صاحب تدبیر اور روشن ضمیر
 حاضر و بار تھے سب سرسبز
 تیرا دشمن فوج لیکر آیا
 تاج شاہی گر گیا سر سے شتاب
 دل میں بس کرنے لگا یہ فکر و غور
 کیوں کیا اسکو ہوتا اتنا ڈر

یہ نہیں مگر گر صفات بے نیاز
 ان وزیروں کا یہی دستور تھا
 اتنی تھی اوس روز باری دے گھر
 حسب عادت کہا نا پکوا یا نفیس
 بولا ہون اک فکر میں صبح و شام
 پوچھا اوں سب نے کہ وہ کیا ہی خیال
 اوس وزیر نیک نے تب بچہ کہا
 بے ستون کسے بنایا آسمان
 دن عیان مہر منور سے کیا
 حسن گردون ثابت و ستارے
 حکم سے کس کے برستا ہر سحاب
 کسے پیدا بطن مادر سے کیا
 روح داخل کسے آج گل میں کی
 رات دن مجھ کو یہ فکر و غور ہے
 اوسکو اپنا چاہئے کہن خدا

قادر و کیتا ہے ذات بے نیاز
 جمع ہوتے تھے ہر اکدن ایک جا
 پڑ گیا تھا فکرمین جو سر بسو
 جمع اک جا ہو گئے وہ سب انیس
 ہو گیا ہے خوابِ خود جس سے حرام
 کہ بیان ہم سے بھی اپنے دل کا حال
 سو نچتا رہتا ہون میں دل میں سے
 زیر سایہ جسکے ہے سارا جہاں
 رات کو نور مہ و اجسترو یا
 اور قیام ارض ہے کہسار سے
 ہے صدق میں گوہر اور گوہر میں آب
 کسے ذہن مدد کہ سر میں دیا
 اور تمیز نیک و بد ہر دل میں ہی
 غیر و قیانوس کوئی اور ہے
 جس نے سارے خلق کو پیدا کیا

ہے یقین کیا اوس کی ذات ہے
 بس وہی بے شبہ ہے جان آفرین
 سُنکے یہ سب ہو گئے وہ ستیم
 تجھے ہم کو ملگنی راہِ نجات
 تب کہا اسنے کہ ہے تدبیر یک
 ہم بیان کر لکھ بایں کہین
 بوکر یہ باغ کی جانب گی
 الغرض سب ملے نکلے شہر سے
 ہو گئے مجروح اون سب کے قدم
 صاحب ایمان تھے وہ فرزندِ پے
 اتفاقاً ایک چروا ملا
 عرض کی اوسنے جو کچھ منظور ہو
 دیکھ کر پست کو ہوتا ہے گمان
 بولے سب اچھی نہیں ہر جھوٹ بات
 مختصر سب بیان کی کیفیت

اور بے ہمتا اوس کی ذات ہے
 ہے وہی لاریبے بلِ عالمین
 بولے تجھ کو دے خدا اجر عظیم
 کیا کرین بتا تو اب انکذات
 ولین یہ آئی ہے میرے نیک
 راستہ ایمان کا پائین بالیقین
 بیچ کر خرمہ کو کچھ زر رکھ لیا
 پایادہ جب کئی فرسخ چلے
 خون تھا پاؤں سے جاری دم دم
 دین حق کا راستہ کر دتھے طے
 ان میں سے اک نے کہا پانی پلا
 پاس میرے ہر مہیا مجھ سے لو
 خوف شد سے بہاگ آئے ہو بیان
 راستی دیگی ہمیں شر سے نجات
 اور ظاہر کی خدا کی معرفت

سُنکے تب وہ اُون کے قدم پر گرا
 میرے دل میں بھی یہی آئی تھی بات
 دیکھئے مجھ کو اجازت اس قدر
 گو نہیں لائق ہوں صحبت کے لئے
 اعراض پر وانا جا کر آگیا
 بول اوٹھے اوس کلبہ کچھ نہ بیکر
 سب نے قصہ سنگساری جب کیا
 مارتے ہو کس لئے پتھر بھجے
 اک نہ اک دن کام آؤنگا ضرور
 یہ جنت تھے چروانا امن سنانوں
 لگیا اک کوہ چروانا جب
 سانے اک غار تھا اور اک کنواں
 جانب چشمہ کئی اک تھے شجر
 ہو گیا تکلیف میں جب دن تمام
 میوے کھائے پانی چسکا پیا

اور کہا سر مایا جو کچھ ہے بجا
 دوسرا بیشک ہے رب کائنات
 اُون میں بھی بکریوں کو چھوڑ کر
 لیجئے ہمراہ خدمت کے لئے
 کتا اوسکا پیچھے اوس کے ہویا
 اسکے غوغو سے ہمیں ہو گا ضرر
 تو جب کہ حق وہ سگ گویا ہوا
 جانتے ہو کس لئے بتر مجھے
 شر سے اعدا کے بچاؤنگا ضرور
 اور وہ سگ بھی ہو گیا ہمہ روان
 سانس پھولی تھک کے بیٹھے بکرب
 جس کا پانی مثل موتی کے عیان
 جنہیں شاداب و درسیہ تھے ثمر
 واسطے راحت کے آیا وقت شام
 غار میں ہر ایک جا کر سو رہا

جب وہ سوئے تو لب زبانِ خدا
اور حفاظت کو ہر اک کی دو ملک
ہر برس میں ایک یا دو مرتباً
دو دنوں آنکھیں ہیں کشادہ سطح
رحمت خالق ہوی سایہ فگن
تن تو کیا بگڑا نہ اک تار لباس
اکی دو قیافہ کو اودن سبکی یاد
پوچھی ہر اک سے زیروں کی خبر
ہو گئے ہیں شہر سے تیرے فرار
سنتے ہی بس عنیظ میں وہ آگیا
جا چھپے تھے وہ جہان اوس غار پر
دیکھتا کیا ہے کہ با حالِ خراب
بولا کوئی اب نہ انکو دے سزا
تب کیا معماروں کو فوراً طلب
بولا اپنے یاروں سے تب بد صفات

روح اونکی ہو گئی تن سے جدا
میں معین اور رہیں گے حشر تک
اون کے پہلو کو بدلتے ہیں سدا
دیکھتا زندہ بشر ہو جس طرح
کچھ نہ بوسیدہ ہو اودن کے بدن
چین سے سوتے رہے وہ حق شناس
عید گہ سے جب پھرا وہ بد نہاد
دست بستہ بول اوٹھا اک خیرہ سر
جانتے تھے کونستے پروردگار
اور تعاقب اودن زیروں کا کیا
ہو گیا اُس دشمن دین کا گزر
پاؤں ہیں مجسروح اور ہیں بین خواب
اپنے ماتھوں پائی ان سب نے سزا
کر دیا اوس غار کا منہ بند سب
کہہ دیا ان کو خدا انکے نجات

شہر کی جانب وہ پھر واپس ہوا
بعد مدت کے ہوا جب حکم رب
خواب سے حاصل جو بیداری ہوئی
رات ساری خواب میں اپنی کٹی
دل میں یہ کہتے جو انکے غار سے
دیکھتے کیا ہیں کہ سو کہے ہیں شجر
دیکھ کر یہ سخت حیرانی ہوئی
سب نے تب آپس میں کی یہ قیل و قال
اور ہمیں اس دم بیت ہے اشتہا
ایک نے ظاہر جو کی آمادگی
شر سے دقیا نوس ملعون کے بچے
الغرض وہ روپ بدے بر ملا
وہ نہ تھے دیکھا تھا جو کچھ پیشتر
باصداستعجاب طے کرتا تھا راہ
شہر میں داخل ہوا جب وہ جوان

ولیں اپنے خوش ہوا ہے اشتہا
ہو گئے وہ خواب سے سو بیہوش
دھمیں اون کے فکریہ طاری ہوئی
طاعت خالق نہ کچھ سمجھتے ہوئی
اور اس چشمہ کی جانب جب گئے
خشک چشمہ کا ہے پانی سرسبز
پر نہ سمجھے وہ یہ راز معنوی
ایک شب میں ہو گیا کیا یہ حال
شہر کو جائے کوئی بھر غذا
متفق ہو کر دعا یہ سب نے کی
پھر یہاں خالق سلامت تجھ کو لاک
لیکے درہم شہر کی جانب چلا
رہ میں آثار اور ہی آئے نظر
ہر طرف حیرت سے کرتا تھا نگاہ
پائی اوسنے نانباتی کی دکان

اوس دکان کی سمت وہ مائل ہوا
 پوچھا جب اس شہر کو کہتی ہیں کیا
 پوچھا پھر ہے کون شاہِ نامدار
 سن کے نام شہ وہ حیران ہو گیا
 لیکے درہم نان بائی نے کہا
 مجھ کو اس درہم پہ ہوتا ہو گمان
 بولا وہ جب ہسم نکھر شہر سے
 بیچا خرم تو ملے درہم ہمین
 غالباً جب کو ہو سے پن تین روز
 نان بائی بولا حیرت ہے مجھے
 کب زمانہ ہے یہ دقیانوس کا
 قصہ کو تہ پھر پڑ کر اوس کا اتھ
 نان بائی نے بیان کی کیفیت
 وہ جو ان تب شہ کو پا کر ہم کلام
 دست بستر سب نانی سرگزشت

دیکے درہم نان کا سا کل ہوا
 شہر ہے انوس تب سنے کہا
 بولا وہ ہے عبد رحمان شہیرا
 تھا تعجب کیا یہ سامان ہو گیا
 ہے بہت وزنی یہ درہم اور بڑا
 تو نے پایا ہے خزانہ ایچوان
 بہا گے وقیانوس کے تھے قہر سے
 ہمنے پایا ہے خزانہ تو نہیں
 غار میں سب ساتھ والے پن منور
 کس طرح سچا میں جاتو لگا تجھ
 جھوٹ کی تیرے ہے کچھ بھی انتہا
 شاہ کے نزدیک لایا اپنے ساتھ
 اور درہم کی وہ ساری کیفیت
 با ادب پھلے بجا لایا سلام
 دین حق کی جانب اپنی بازگشت

سب وہ وقیانوس کا قہر و عتاب
 ساتھ ہونا راہ میں چسپروا ہے کا
 جانا اپنا وادی پر حسنا میں
 سُنکے سب کو ایک حیرت ہوئی
 واسطے تصدیق کے ہو کر میر
 تو اگر اس شہر کا ہے اے جوان
 نام سُنکر بولے سب آباد شاہ
 جس گہری اوسنے دیا گہر کا پتہ
 یوں تماشے کو تھا خلقت کا ہجوم
 الغرض ہمراہ اوسکو لے گیا
 اوس مکان سے نکلا اک مرد شریف
 شہ نے فرمایا یہ کہتا ہے جوان
 پیر نے پوچھا کہ تیرا کیا ہے نام
 سنتے ہی کچھ ہو گئی ایسی خوشی
 چوم کر سر پر رکھے اوسکے قدم

اور درہم کا وہ کرنا دستیاب
 اور کتنے کا وہ سارا ماجرا
 اور وہ سو جانا سب کا غار میں
 شہر میں فی الفور شہرت ہو گئی
 اوس جوان سے شاہ نے فرمایا پھر
 نام تیرا کیا ہے اور گہر ہے کہاں
 نام ہے اوس عہد کا بے اشتباہ
 شاہ نے فرمایا چل مجھ کو بتا
 آسمان پر جمع ہوں جیسے نجوم
 دیکھے دستک و رہ وہ ٹھہرا رہا
 ہو گیا تھا جو بہت پیر و ضعیف
 جس میں تو رہتا ہے اسکا ہے مکان
 وہ جوان بولا کہ تملیخا ہے نام
 کچھ نہ تاب ضبط پھر باقی رہی
 اوسنے پھر اندکی کہانی مستم

اور کہا یہ جسدِ امجد ہے مرا
 قہرِ دُقیانوس سے ہو کر نثار
 ایک لون میں گمراہ ہے یہی
 ان سپہوں کو شہر سے ہو کر جدا
 سنتے ہی فرمایا پھر اوس شاہ نے
 بولا وہ اوس غار میں زندہ ہیں سب
 شاہ نے پہر اوس کو با صد تختار
 لوگ سارے چوتے تھے دستِ پا
 الغرض وہ شاہ اور سب اہل دین
 بولا وہ اکہم اگر سب جائینگے
 اون کو دُقیانوس کا ہو گا گمان
 پہلے تنہا غار میں جا تا ہوں میں
 شاہ نے سن کر کہا یہ خوب ہے
 غار میں جس وقت وہ داخل ہوا
 ایک بولا سوئے ہم اک روز تک

باپ سے سینے سنا ہے تذکرا
 تھے چھپے جا کر چھ انسان ہیں غا
 شکر ہے جسکی زیارت ہو گئی
 تین سو نو سال کا عرصہ ہوا
 ایوانِ دو یار تیرے کیا ہوئے
 فضل حق جیسے ہو وہ مرتے ہیں کب
 دوش پر اپنے کیا فوراً سوار
 پائی جاتی تھی او نہیں شانِ خدا
 آگئے اوس کوہ کے جہدم تین
 خوف ہو گا وہ بہت گھبراینگے
 زندگی ہوگی او نہیں سید گران
 بعد سب کے لینے کو آتا ہوں میں
 تم بزرگوں کی خوشی مطلوب ہے
 بولا سب سے قصہ حیرت فزا
 یا کہ دو دن سوچیں بے ریب و شک

بولا وہ متکو نہیں معلوم ہے
 خواب میں ہم اوس زمانے سے
 کچھ تعجب کا نہیں ہے یہ مقام
 سنکے کے سب ہوئے کچھ ایسے رنگ
 ہمزبان ہو کر وہ سب کہنے لگے
 بہتر اس سے ہے کہ بس بجائیں ہم
 ماتہ اٹھا کر بوئے وہ یا ذوالجلال
 ہے دعا اسدم کہ نکلے تنے جان
 ہو گئی معتبوں دن سب کی دعا
 ہو چکا بس ذکر ارباب شرف
 صاحب خدمت ہو کوئی یا ایہر
 مال دنیا سے ہو کیسا ہی غشی
 کیسی ہی عشرت کی محفل میں رہے
 جان جاتی ہے تو جانے دے دے
 اہل ایمان کو نہیں ڈر کفر کا

عہد و قیاس کا معدوم ہے
 تین سو نو سال جس کو ہو گئے
 فضل خالق میں نہیں ہرگز کلام
 زندگی سے ہو گئے اپنے بتنگ
 فتنہ عالم کے لئے ہم ہو گئے
 اس زمانہ میں نہ منہ دکھلاؤں ہم
 ہو ہمارے نیک غیبی اور مال
 دہر و ن سے ہکو ملجائے امان
 حاصل اور کا ہو گیا بس نہ دعا
 پھیر خامہ کو تو مطلب کی طرف
 ہو سلاطین کا مقرب یا وزیر
 پر طبیعت میں نہو ماؤ منسی
 خوف حقائق کا گردل میں رہے
 ماتہ سے ایمان کو جانے نہ دے
 اہل ایمان کا معاون ہے خدا

<p>حرمِت مومن ہے قرآن سے زیادہ تجھ سے رنجیدہ نہو پر وردگار نظم میں کرتا ہوں اسجاو کی نقل حاصلِ ایمانِ احدیت ہے یہ اتقا و زہد ہے جس کا ثمر پائیدار جس سے رہتی ہے مدام نخلِ ایمان کو ہی جس سے آبِ تاب چاہنا ہر دم سرورِ مومنان برگِ بہن اس کے پسندیدہ صفت اور کافر کا ہے دوزخ میں مکان</p>	<p>ہے حدیثِ معتبر رکھ اس کو یاد رنجِ مومن کو نہ تو زمیندار ہے یہ قولِ نکتہ دانِ علم و عقل بہترینِ خلق اور حکمت ہی یہ دین اور ایمان ہے مثلِ شجر ہن جڑیں اوسکی نماز صبح و شام دل سے ہے ایمان لانا مثلِ آب اس شجر کی ڈالیاں ہن بگیان ساقِ حبِ شرع ہے دنیا ز کو آ الغرض مومن کا ہے باغِ جنان</p>
---	---

بیانِ حالتِ نزع ❖

<p>موت کا چکھنا ہے اکدن ذائقا یاد کر کے قبر کو سویا ہے کب زندگانی نامے یوں ہی کی بسر کب ہوا اعمالِ بد پر منفعل</p>	<p>یہ خیال اے نفس تو نے کب کیا خوفِ مینِ اللہ کے رویا ہر کب کی ہے خوفِ نزع میں کب چشمِ تر کب ہوا اپنے گناہوں سے خجل</p>
---	--

بد چلن بد خلق بد طینت ہو تو
 ہے نہایت سخت صدمہ نزع کا
 آئینہ گاہ جس وقت ہنگام اجل
 بند ہو جائیگی پھر تیری زبان
 روح پھر سینے میں کنج کرائیگی
 فاسق و بدکار ہوگا جو کوئی
 پائیگا تکلیف و ایذا اس طرح
 کہینچیں یا کانٹوں پہ کپڑا ڈالکر
 اس طرح تکلیگی روح پارسا
 قصہ سلمان کو کرتا ہوں بیان
 حضرت سلمان ہوئے بیمار جب
 زندگی او سدھ سمجھنا ہے تمام
 سوچ کر یہ حشرم و شادان ہو
 اور کہا سلمان نے یہ با صدمہ
 شل دروا ہو گئی تب قبر ایک

بھیجا بے شرم بے غیرت ہے تو
 خوف سے جسکے ہیں سر انبیا
 تیرے ہاتھ اور پاؤں ہو جائینگے شل
 بات کر سکی ہے پہ مہلت کہاں
 تن سے باہر آئیں گے گھبرائے گی
 سخت ایذا اس کو ہوگی نزع کی
 جسم کو قینچی سے کترین جس طرح
 پانکالین چرم زندہ جانور
 گل سے ہو جسطرح بوئے گل جدا
 جو نبی کے تھے مصائب گمان
 یاد ارشاد نبی آیا یہ تب
 کوئی مردہ تجھے جب ہو ہم کلام
 ایک قبرستان میں داخل ہوئے
 ہے مرا تمپر سلام اہل قبور
 نکلا پھر اس قبر سے اک مرو نیک

بولا وہ کیا پوچھتا ہے پوچھ تو
 حضرت سلمان نے پہر اوسے کہا
 بولا اچھا بابر جو کچھ میں ہوں
 پوچھا پہر سلمان نے اے خوش سیر
 بولا وہ ہیں زلیست کے یہہ واقعات
 نزع میں جب ہو گئی حالت برمی
 کیا کہو ہمیں اوسکی وہ شکل مہیب
 کچھ اشارے اسطرح اوسنے کئے
 میں نے پوچھا کون ہے اے مرد نیک
 تب وہ بولافت ابض ارواح ہوں
 اتنے میں دو شخص بھڑکے نظر
 بولے ہم حکم خدا سے آئے ہیں
 بولا میں رحمت خدا کی تمپہ ہو
 بولے حکم حق سے ہم دونوں ملک
 تو نے جو دنیا میں کی سنی کی بدی

رحمت حق تجپہ ہواے نیک خو
 کہہ دے تو بدکار ہے یا پار سا
 پائی جنت شکر اوس کا کیا کروں
 کس طرح دنیا میں کی تو نے بسر
 فرض کو میں نے نہ چھوڑا تاحیات
 دیکھا بالین پر ہے اک مرد قوی
 ہونہ دیدار اوسکا مومن کو نصیب
 گم حواس حنہ میرے ہو گئے
 کا نپتا ہے عضو تن میرا ہر ایک
 آیا ہوں میں تاکہ تیری جان لون
 رہنے بائیں بیٹھے ہیں وہ بیخطر
 نامہ اعمال تیرا لائے ہیں
 کون ہو تم نامہ کیسا ہے کہو
 دونوں بازو پر ترے تھے آج تک
 دیکھ لے نامہ میں ہنسنے ہے لکھی

سبز کپڑے میں لپیٹا نامہ کو
 نامہ گردن میں ہوا ایسا گران
 قابض ارواح پھر پاس آگیا
 جان کنی کا حال کیونکر ہو بیان
 جبکہ بعد غسل کفایا بجے
 قبر کی مجھ سے وہ تنہائی پہنچے
 تہا میں لیٹا اور تھی حالت تغیر
 ہاتھ میں تھے اون کے گرز اشنین
 دیکھ کر ایسا ہوا خوف و ہراس
 جو سوال اون دو فرشتوں نے کیا
 اتنے میں تشریف لائے مرتفع
 چاہتا ہوں میں ترا نیض عیم
 قبر میں تشریف لائیں بدتراب

میری گردن میں جو ڈالانا نامہ کو
 جسکے باعث ہو گیا اٹھنا گران
 متبض میری روح کو کرنے لگا
 آنکھ تلخی ہے بالائے زبان
 خاک میں یاروں نے دفنایا مجھے
 مجھ سے تاریکی وہ مرقہ کی پہنچے
 دفعتاً داخل ہوئے منکد نکیر
 جسکے ہیبت سے لرزتی تھی زمین
 گم ہوئے سارے مگر ہوش و حواس
 میں جواب او سکا نہ کچھ بھی دیکھا
 کام جو بگڑا تھا میرا انگلیا
 نزع کی آسان ہو مشکل یا کریم
 مجھ کو بھی تلقین کریں ہر اک جواب

بیان مذمت فریض شیطان

تو ہے مخفی یا شیطانِ عنینہ

جانتا ہوں تجھ کو اے نفسِ ملیہ

ہے مراد شمن تو شیطان لعین
 ہے مراد وہ دشمن روز الست
 کچھ نہ شیطان کا چلیکا مکر کب
 نفس تیرا تجھ پہ گر غالب ہوا
 تجھ سے سرزد ہوں گے افعال قبیح
 نفس سے اپنے کر لگا کر جہاد
 تب کر لگا تو حذر شیطان سے
 قصہ آدم نہین تو نے سنا
 حضرت آدم بنے جب خاک سے
 بعد آدم خلقتِ حوا ہوئی
 تب کہا حق نے نہ اب تفر کرین
 تب کیا ابلیس نے ولین گمان
 آگ سے میں اور وہ ہے خاک سے
 الغرض سب نے کیا سجدہ ادا
 یہ تکبر دیکھ کر شیطان کا تب

تو مگر وہ ہو گا نہ مجھ کو دے کہین
 لیکن اس کا تو نہ بجا زور دست
 نفس کو لایق کیا اگر تو نے قید
 زینت دنیا پہ تو راغب ہوا
 تیرے لب پر ہوں گے اقوال قبیح
 دین دنیا میں تجھے ہو گا مفاد
 اور بچیکا ہر طرح نقصان سے
 اونے ابلیس لعین نے کیا کیا
 تھا منور جسم نور پاک سے
 دیکھ کر آدم ہوئے بید خوشی
 سب ملک اسکے لئے سجدہ کرین
 مجھے آدم کو پہلا نسبت کہاں
 اس کو کیا نسبت مری اور اک سے
 پر نہ سجدہ کے لئے شیطان جھپکا
 حق نے نہ مایا بصد قہر غضب

حکم سے میرے کیا کیوں انحراف
 اوسنے اپنا جب کیا اظہار حال
 تو نے نافرمانی کی اسے پر غفل
 رائدہ ورگاہ تو مردود ہے
 آدم و حوا کو پہنچا یہ پیام
 باغِ جنت کی کرو ہر وقت سیر
 اسلئے میری ہے تاک کہ کب
 گر چلے گا تمہارا اس کا مکر و زور
 مغل ممنوعہ کی تربت میں بجاؤ
 بکہ تھا ابلیس ملعون اشد
 ہو کے بت وہ سانپ کے منہ میں نہا
 کچھ ہوئی حوا سے ایسی گفتگو
 جسکھڑی دھوکے میں حوا آگئیں
 اوسین سے آدم کو بھی لاکر دے
 کہنے میں حوا کے ایسے آگئے

دل میں جو کچھ ہو بیان کر صاف صاف
 یہ ہوا حکمِ خدا کے ذوالجلال
 تو بہشت و آسمان سے اب نکل
 بابِ رحمت تجھ پر اب مسدود ہے
 خلد رہنے کا تمہارا ہے ہی مقام
 رکھتا ہے شیطان لیکن تم ہی پر
 ہے تمہارا دشمن ابلیس عنید
 اس ریاضِ خلد سے تم ہونگے دو
 پھل کوئی زہار تم اوسکا کلب و
 بھڑکی اوس کی آتشِ نفیض و حسد
 آیا حوا کے قمرین بینِ حسان
 آگئی ترغیب میں وہ نیک و خو
 قول پر شیطان کے گندم کہا گئیں
 حکمِ حق سے سر بسر غافل ہوئے
 حضرت آدم بھی گندم کہا گئے

بول اوسٹھے انسوس ہم آئم ہوئے
 جسم نورانی ہوا سب منقلب
 ہو گیا بس دور نورانی لباس
 آدم ڈھا ہوئے گریہ کسان
 سن چکا تو آدم ڈھا کا ذکر
 کیا ہوا کبخت کچھ تو شرم کر
 نفس کی اپنے نکر تو بندگی
 دو ملک ہیں دو نوکاندہو پیر سوار
 کر رہے روز و شب جو جو گناہ
 خواہش دنیا پہ تو مائل نہو

کہا تھے ہی گندم بہت نادم ہوئے
 ترک اوٹے کے ہوئے جب مرزا
 ہو گیا بس دور نورانی لباس
 آدم ڈھا ہوئے گریہ کسان
 سن چکا تو آدم ڈھا کا ذکر
 کیا ہوا کبخت کچھ تو شرم کر
 نفس کی اپنے نکر تو بندگی
 دو ملک ہیں دو نوکاندہو پیر سوار
 کر رہے روز و شب جو جو گناہ
 خواہش دنیا پہ تو مائل نہو

بیان تعریف صبر و شکر

کب کیا شکرِ خدائے ذوالجلال
 ہیں فزون مان باپ سے بھی شفقتین
 کیا حساب اوسکا کرین ہم کیا شمار
 آمد و شد ہے نفس کی دم بدم

کیا ہوا ہے تجھ کو نفس بد خال
 تجھ کو دی ہیں اوسنے کیا کیا نعمتین
 روز و شب ہے جو کہ فضلِ کردگار
 دیکھ تو اوسکا بہادونا ہے کرم

بھینہ تو خاک ہے پھر زندگی
 شکر کر نیلے لئے دی ہر زبان
 شکر کس دن اوسکی نعمت کا کیا
 صبر کے بدلے ہوا تو بقیہ راز
 شکر اور صبر دنیا کو تھا پسند
 ذکر ہے یہ حضرت ایوب کا
 رکھتے تھے وہ گلہ ہائے گوسفند
 اور تھے وہ صاحب اہل و عیال
 طاعت حق میں مگر مائل رہے
 جس سے شیطان کو ہوا بھید حسد
 اگر ملت مجھ کو تو اسپر کرے
 اعرض حق نے مسئلہ کر دیا
 ہو گیا ابلیس ملعون شادمان
 پہلے غم اولاد کا اوسنے دیا
 تب بھی یاد حق نہ وہ بھولے کبھی

زندگی ہے پھر نہ ہی پائیدگی
 ذکر میں اوسکے رہے تاہر زمان
 مرتکب کفر ان نعمت کا ہوا
 شکر کیجا کی شکایت بار بار
 صابر و شکر کا رتبہ ہے بلند
 حقائق عالم کے اک محبوب کا
 مال و زر سے تھے نہایت بہرہ مند
 تھی میرنارغ البالی کمال
 شکر سے اکدم نہ وہ غافل رہی
 عرض کی اوسنے کہ ایڑا حصہ
 شکر پھر دیکھو ترا کیونکر کرے
 قلب اور عقل و زبان کے ماسوا
 اوس جگہ آیا کہ حضرت تھے جہاں
 بعد از ان برباد مال و زر کیا
 شکر کرتے تھے خدا کا ہر گھڑی

بے نتیجہ جب یہ تدبیریں ہوئیں
 سوچ کر بھراؤ سننے یہ ڈھائی بلا
 آبلون میں کرم ڈالے ہمیشہ
 پر نہ آیا صبر حضرت میں خل
 دور ہو جاتا کوئی کیڑا اگر
 اور نہ مارتے چلا ہے تو کہاں
 تو ہوا پیدائش کرم رب پاک
 جسم سے بولکہ اتنی تھی خراب
 بس اسی حالت میں گذرے سال
 رات دن کرتے تھے وہ یا خدا
 ہوں میں بندہ اور تو معبود ہے
 امتحان کے دن جو پورے ہو گئے
 مال اور نہ زندگی کچھ مل گیا
 ہو گیا شیطان نہایت منفعیل
 عاشق حق بندگان خاص ہیں

ہو گیا حیدر ان شیطان لعین
 جسم کو پر آبلہ اون کے یک
 تار ہیں ایذا سے دایم معترار
 وہ کیا جو ہو گیا ضرب المثل
 او سکور کہہ لیتے اٹھا کر زخم پر
 ہے مرا ہمدرد زخم تن تیرا مکان
 میرا خون و گوشت ہر تیری خوراک
 کرتی تھی مخلوق ساری اجنباب
 شاد تھے لیکن نتہا کوئی ملال
 ذکر یہ اونکی زبان پر تھا سدا
 فضل و احسان تیرا ممد و مدد ہے
 فضل حق سے پھر وہ چنگے ہو گئے
 اونکو پھر اللہ نے واپس دیا
 اپنے دعوے پر ہوا عجب نجل
 ہیں ولی جو صاحب احسان ہیں

اے گے گر کوئی بلا تو صبر کر
 سن لے اور اک اہل دین کی داستان
 ہے روایت کعبے یوں بر ملا
 فصل تھی گر ماکہ تھا نصف النہار
 سوچ کر دل میں کہ کچھ آرام لون
 اعترض چلنے پہ جب باندھی کمر
 دیکھا اوس جا ایک مرد کور ہر
 شکر خالق لب پر ادسکے ہی مگر
 حال مجھ مجھ کو نظر آیا عجب
 بولا وہ تو کس قدر نادان ہے
 عقل دی ہے تا او سے پہچان
 ہوتا گر حاصل مجھے نور بصر
 ہاتھ گر ہوتے تو تھا خوف گناہ
 اسلے ہوں کور اور بے دست و پا
 کیون نہ اوس خالق کا میں مہنہ ہوں

شکر خالق میں زبان رکھ اپنی تر
 معرفت حاصل تھی جسکو میگنا
 ایک دن راحی میں سوئے شام تھا
 دھوپ سے سید ہوا میں معتبر
 بعد ڈہلنے دھوپ کے منزل چلون
 ایک موضع میں ہوا میرا گذر
 ہاتھ اور پاؤں سے بھی معذور ہے
 طاعت حق میں ہے وہ شام و سحر
 پوچھا اوس سے شکر کا ہی کیا سبب
 اس سے بڑھ کر بھی کوئی احسان ہے
 دی زبان تا شکر اور رحمت کرو
 پڑتی نامحرم پہ بھی میری نظر
 پاؤں کرتا میں طے عصیان کی راہ
 تاہوں نے پائے کچھ مجھ سے خطا
 فضل و احسان جسکا مجھ پر ہو کیون

چاہئے یوں شکر رب فوالجلال
تو نہیں ہوتا ہے لیکن منفعل
مضطرب تو ہو گیا بے اختیار
ہو گیا بے صبر یہ کاہش ہوئی
وصیان اتنا بھی نہیں آئے خبر
حال استقبال و ماضی کا علیم
اوسط طرح کرتا ہے بندہ پروری
راحت دینا ہے دون ہو یا خلق

کعب نے اوس دم کیا دل میں خال
سن چکا اے نفس حال اہل دل
گر ہوا ذرہ بھی رنج روزگار
گر تری پوری نہیں خواہش ہوئی
عقل سے لے کام کچھ تو غور کر
حسالتی مزارق ہے وہ اور ہر حکیم
دیکھتا ہے جس کی جس میں بھتری
العرض ہر حال میں ہو شکر حق

بیان مذمت دنیا کے بے ثبات

تو اٹھائیگا بیت رنج شدید
ہے نہایت بیوفا بھیہ میسوا
زمینت دنیا سے دُور پر خاک ڈال
تا ہوا محب نام تیرا پُر اسف
دور سے جیسے نظر آتا ہے آب
اصل میں ہر خشک ریتی کی زمین

راغب دنیا ہے اور نفس پلید
عفتدین تو زوال دنیا کو نہ لا
جہ دنیا دل سے تو اپنی نکال
دیکھہ مائل ہو نہ دنیا کی طرف
پُر دغا دنیا ہے مانند سراب
جائیں جب نزدیک تو پانی نہیں

زندگی انسان کی ہے مثلِ جباب
عام لوگ نے خوب یہ دی ہر مثال
ایا ہے دنیا میں تو جس روز سے
گویا منہ تیرا طرف عقبی کے ہے
ساتھ رکھ لے کچھ تو زادِ اخوت
تو شہِ عقبی کمرے باندھ لے
یعنی رہ مت ارجا نیلے لے
کارِ مالِ خیر کر جو جس قدر
بیوفا ایسی عروس دہر ہے
ایک حالت پر نہیں دنیا کو دوں
ہے یہ دنیا عرصہ گاہِ امتحان
ہر گھڑی ہر موت تیری تاک میں
یہ نہیں ہوتی ہے ہرگز صبح و شام
گرنے ہو دنیا موافق کرنے رنج
تارِ کِ دنیا یہی کہتے ہیں سب

حال دنیا ہے کہانی یا ہر خواب
زندگی کو اس طرح کر تو خیال
پیٹہ دنیا سے ہے تو پھیرے ہو
کر رہا ہے منزلِ عقبی کو طے
تاکہ حاصل ہو مفادِ آخرت
تو کفن کو اپنے سر سے باندھ لے
موت ہے اگر روز آئے لے لے
ایک دن ملکِ عدم کا ہے سفر
مہرِ جکی شوہر و ن کو قہر ہے
طالب دنیا کی حالت ہے ربوں
شادی و غم ہمیں ہمیشہ تو امان
ایک دن جانا ہے تجھ کو خاک میں
زندگانی ہو رہی ہے اختتام
ہاتھ سے ہرگز نہ ہو عقبی کا گنج
ہے یہ جیفہ فائدہ اس ہے کب

گذرے کیسے کیسے شاہانِ سلف
 خسرو و نوشیروان و کیقباد
 عرصہ عالم میں جو تھے پہلوان
 سام و زال و رستم و افراسیہ
 پرچہ گراشع بہادر صف شکن
 کیسے کیسے دہر سے اٹھے حکیم
 کس جگہ دھونڈیں کہاں پائیں تیا
 سلطنت تھی جنگی کل ہیں نہ آج
 زیب تن کرتے تھے جو شاہ و وزیر
 ٹانگتے تھے جو گھڑ پوشا کین
 آج سوتے ہیں وہ سب زیرین
 ہو گئے ہیں چور سارے اتھوان
 بکہ یہ مردار دنیا ہی خراب
 چھوڑ دے لہو و لعبے نیا کسب
 خوابِ غفلت میں عبث سوتا ہو تو

ہو گئی ہے سلطنت اُنکی تلف
 کس کو دنیا سے ہوا آخر مفاد
 خاک میں وہ مل گئے کیا کیا جوان
 مر مٹے یہ ہو گیا ہے انقلاب
 ہو گئے ہیں خاک اوں سب کے بدن
 رکھتے تھے جو حکمت و عقل سلیم
 بوعلی سینا و جالینوس کا
 پادشاہوں کا نہ ہے وہ تخت و تاج
 اطلس و کمخواب و دیبا و حور
 اُنکو دنیا نے ملایا خاک میں
 پوچھنے والا کوئی اُن کا نہیں
 ممبر کا باقی نہیں نام و نشان
 طالبوں کو اسکے کہتے ہیں کلاب
 ہیں یہی تیری خوابی کا سبب
 عمر اپنی کیوں عبث کہوتا ہے تو

طفل ہو یا ہو جوان یا ہو مسن
 کیا جنبہ کر سوقت آئیگی اجل
 باوجود اسکے ہے پھر کیا کیا خیال
 ہے ہمیشہ منکر تعمیر مکان
 عمر طولانی کی رکھتا ہے امید
 ہے تمتا اور کیا کیا آرزو
 رات دن رہتی ہے فکر غر و جاہ
 اہل دنیا سے جو تجھ کو ربط ہے
 تیرے دل کو ہے یہ ناحق انتشار
 اس قدر غالب ہوئی دنیا کی فکر
 زینت دنیا پہ مائل ہو گیا
 یاد رکھ یہ سب اگر ہے نیکذات
 کاہلی و شک جو طاعت میں کر رہی
 نیک کاموں کو غسل میں جو نہ لگا
 منکر دنیا کی ہو یا ہو کوئی کھیل

موت سے کوئی نہیں ہے مطمئن
 زندگانی میں پڑے گا کب خلل
 کر رہا ہے جمع تو مال و منال
 پر بنائے قبر یہ دہن ہے کہاں
 چاہتا ہے دہر سے ہو مستفید
 مال دنیا کی ہے کیا کیا جستجو
 ہے اسی دہن میں تری حالت تباہ
 یہ جسٹون محض ہے اور ضبط ہجر
 ہے ترا سر ایک اور سودے ہزار
 ترک تو نے کر دیا حلق کا ذکر
 بندگی سے او سکی غافل ہو گیا
 دیکھ غافل کے یہ ہوتے ہیں صفات
 یاد خالق سے جو بے پروا رہے
 وقت جب آئے تو او نگو ہو کجائے
 ساتھ او کے ہر نہایت بھگومیل

تو ہمیشہ دیکھتا ہے ناچ رنگ
 روز و شب بڑھتا ہے تیرا شوق
 طالب دنیا کی یہ ہے اک مثال
 اس طرح سے اوسکا ہے حال خراب
 اوس کنوین میں ہو وہ آویزان و خوا
 موش دو ہون ایک لاک سفید
 شہد تھوڑا ہولکا اوس چاہ پر
 کی نظر نیچے تو کیا ہے دیکھتا
 دیکھتا ہے یاس سے اوپر اگر
 باوجود اسکے ہے راغب شہد کا
 چاہ ہے گویا کہ دہر بد صفات
 جسکو اثر در ہے کہا وہ ہر اجل
 موش وہ دو رنگ کے ہیں صبح شام
 شہد ہے دنیا کے دونوں لختین
 طالب دنیا ہے وہ ہر اک گس

تجھ کو بہاتی ہر صد ابوق و چنگ
 تجھ کو اک ساعت بغیر اسکی شوق
 موت کا جسکو نہ ہو ہر گز خیال
 ہو کر میں اوسکی گویا ایک طناب
 اڑدنا کرتا ہو جس میں انتظار
 کرتے ہوں رستی کو وہ قطع و برید
 مکھیاں ہوں جمع اوپر سرسبز
 اڑدنا بیٹھا ہے منہ کھولا ہوا
 چو ہے رستی کو کترتے ہیں دہر
 چاہتا ہے حلق ہو بیٹھا ذرا
 اور وہ رستی ہے انسان کی جیت
 زندگی میں ڈالتی ہے جو خصل
 عمر کی دوری کترتے ہیں بدم
 جن میں صد مارنچ صد آفتن
 کچھ نہیں ہے جس کو فکر پیش پس

کیجیو دنیا کو حاصل اس قدر
 ہاتھ سے دنیا کو کہو کر تو نہ بیٹھ
 آخرت کو کہو نہ دنیا کے لئے
 لیکے دے دنیا کو عقبی کے عوض
 ہے یہ دنیا ایک دریا کے عمیق
 اس سے گر منظور ہے پانا نجات
 جان لے ایمان کو کشتی بیگان
 عقل کو اپنی مبنی تو نا خدا
 خواہشات دنیوی کو ترک کر
 بے محل حد سے زیادہ ہو جوشاد
 اہل دنیا کے یہ ہوتے ہیں صفات
 چھوڑ دے دنیا میں تو اس کام کو
 الغرض ہے زندگانی بے ثبات

جس سے عقبی کو نہ پہنچے کچھ ضرر
 مفلس و محتاج ہو کر تو نہ بیٹھ
 پر معاصی ہو نہ دنیا کے لئے
 منتفع و دونوں سے ہو تو الغرض
 آشنا اسکے ہوئے لاکھوں غریق
 نیک ہو بایں ترے سا صفات
 اور تو کل کا بنائے باد بان
 جس کا لنگر ہے مشقت اور بلا
 گر روئے غصیان کے دامن کو نہ
 اور جو کھائے بہت سے زیاد
 چاہئے ان سے بری مومن کی ذات
 نفع جس میں آخرت کا کچھ نہو
 کچھ تو ہوئے باقیات الصالحات

ایمان مذمت جمع نمودن مال و زر

تو نہ پائے گا کہی راہِ صواب

خواہش زر کیونچہ اسے نفس خراب

رنج دینکے تجھ کو یہ مال دوز
 مالدار کیوں نہ ہو دنیا میں بد
 حسیج ہو زیادہ اگر آمد ہو کم
 بی ضرورت بھی نہ ہرگز صرف کر
 یہ پیش صادق نہ آئے بیکمان
 حسیج بچا کر کے تو مسرف نہ بن
 ہے علامت یہ ہر اک سرف کی
 کہاے پہنے یا کھلاے ایسی شے
 حسیج کم رکھ ہو اگر آمد زیاد
 یہ پیش مشہور ہے تجھ کو سناؤں
 حسیج میں زر کے ہے لازم عندا
 مال دوز حق نے دیا تجھ کو اگر
 رکھہ اٹھ کر اوسکو جوچ کے رہی
 اوس میں سے یوں دے خدا کی اہم
 اون ذوی القربی کو دی ہے پہل

دین و ایمان ہے پھر جانیکا ڈر
 اہل دنیا کرتے ہیں بغض و حسد
 تجھ کو سہنا ہو گیا رنج و الم
 اک نہ اکدن مفلسی کا ہے خطر
 قوتِ دانا یاں ہے مالِ حتمقان
 دوست مسرف کا نہیں بتِ زمین
 غافلون نے ہیں کتابوں میں کہی
 جو ہنن او کے تیریں حال ہے
 تار ہے تو زندگی بھب اپنے شاد
 جتنی چادر ہے تو پھیلاو تباؤں
 تاکہ آخر میں نہو تجھ کو ملال
 لازمی اپنے لئے تو صرف کر
 تا وہ پسماندوں کی خاطر سے رہے
 جس طرح آیا کلام اللہ میں
 جو کہ مفلس ہوں نہوں اہلِ دول

دوسرا درجہ یتیموں کا ہے بس
تیسرے وہ مستحق مسکین ہیں
درجہ چارم میں ہے ابن اشیل
وہ مطابق شرع کے خمس و زکوٰۃ
ہے تراکس کام کا یہ مال و زر
مال و زر سے کوئی امر حیدر ہو
ہے اگر زردار رکھہ دل کو غنی
جو کوئی ہو گا سخی و حق شناس
وہ گا غنیر مستحق کو تو اگر
خواہش دولت سے کر تو اجتناب
نفل ہے تھا ایک عارف با خدا
جو رو بچہ دوست سب رونے لگے
شور و غل سُنکر ہوا وہ ہوشیار
زوجہ بولی اس لئے روتی ہوئیں
کہا نا کپڑا کون اب دیگا مجھے

کر عنایت او نگو جو ہود شترس
اہل اسلام اور جو رکھتے دین میں
ہو مسافر کی ابھی یعنی کچھ سبیل
آخرت میں تاکہ ہو تیری نجات
مستحق گر ہوں نہ اس سے پہرہ و
ناحبان کی تجھ کو حاصل سیر ہو
ہے غنی وہ جسکا دل بھی ہو غنی
رہنے پائیگا بنین زراو سکے پاس
روزِ محشر تو اٹھا میگا ضرر
عاقبت تیری نہو جائے خواب
نزع میں بیہوش جہم وہ ہوا
استخوان سے اپنا منہ دہونے لگے
پوچھا تم سب دتے ہو کیوں زرا
اے بیوہ اس کے ٹی ہوتی ہوئیں
مشل تیرے کون چاہیگا مجھے

کی توجہ چھپر جو لڑکے کی طرف
 تب یہ اوسنے اوس سے رو رو کر کہا
 عیش میں گزریں گے کیونکر روزِ شب
 چھپر نے یقون سے مخاطب ہوا
 بولے وہ چھٹتا ہے تو یارتِ دیم
 حال سب کا سنکے عارف نے کہا
 ہے ہر اک اپنے لئے اند و لگین
 یہ کہیکو بھی نہیں آتا خیال
 پھل مندل قبر کی دپیش ہو
 کچہ نہیں ہے ساتھ میرے زاورانہ
 مال دینا سے جو کچہ پیدا کیا
 میری الفت کا یہی ہے کیا عوض
 مر گیا یہ کہہ کے قصہ مختصر
 قصہ عارف کا جو بالاجب اک
 دشمنی ہے مال و زر کی دوستی

اوس سے پوچھا روتا ہے کیوں اہل غلغلا
 سر سے اٹھ جاتا ہے سایہ آپ کا
 شفقتیں مجھ پر کر لگا کون اب
 پوچھا اون سے باعثِ گریہ ہو کیا
 ہائے کیا کیا تھے ترے فیضِ عمیم
 میں نے اپنی زیست کو ضایع کیا
 واسطے میرے کوئی روتا نہیں
 نزع میں اس وقت کیا میرا ہو حال
 کس طرح راہِ عدم ہوئی گی طے
 عمر غفلت میں گنوائی میں آہ
 وہ تمھارے نذر سب کچہ کر دیا
 سچ ہے دنیا میں ہیں اہل غرض
 کچہ نہ آئے کام ز وجہ نہ پسر
 اہل دنیا کا وہی احوال ہے
 اور ز وجہ کی پسر کی دوستی

اس سے سرزد ہوتے ہیں فسق و فجور
 کام آئے گا نہ تیرا مال و زر
 ساتھ کیا لایا ہے کیا لے جائیگا
 گر ہے عاقل یاد رکھ تو یہ سخن
 جمع کر رکھنے سے ہے کیا فائدہ
 کر ذرا تو اپنے دل میں منکر و غور
 جمع زر کرنے میں تو آفت اٹھائے
 یاد رکھ مشرین اسے خانہ خراب
 حال تارون کیا نہیں توشننا
 تھے خزانے سیم و زر کے اسقدر
 دولت دنیا تھی مجید و حساب
 بادۂ دولت سے وہ مخمور تھا
 حکم موسیٰ پر نہ کی کچھ اعتنا
 دیدیا موسیٰ نے جب حکم زکوات
 حکم موسیٰ سننے کہا یا پیچ و تاب

اور منکر عاقبت رہتی ہے دور
 تو نہ کہہ اوس پر محبت کی نظر
 مفت عین رون کو وہ سبے جائیگا
 مال دنیا سے ملے گا اک کفن
 اک نہ اک دن چھوڑ کر مر جائے گا
 کو نسا یہ عقل مندی کا ہے طور
 خرچ کر کے دوسرا راحت اوٹھائے
 دینا ہو گا ذرے ذرے کا حساب
 مال و زر آخر کو اوس کا کیا ہوا
 کنجیان جس کی کئے بارشتر
 دین موسیٰ پر نہ تھا خانہ خراب
 اپنی ثروت پر زبس مغرور تھا
 ہر گھڑی دیتا رہا رنج و غنا
 تب زبس قارون لئیم و بد صفت
 بکے زر تھا پاس اوس کے بحساب

دل میں بولا جاسیگی دولت کثیر
 زر کے دینے میں تہا بچید و بخیل
 ہو گیا یہ امر اُس کو ناگوار
 سُن کے موسیٰ کو ہوارنج و ملال
 گر نزول قہر قارون پر نہیں
 غیب سے اس وقت آئی یہ ندا
 حکم دید و مت کو جو منظور ہو
 سُن کے موسیٰ آئے قارون کے سین
 دیکھ کر قارون ہوا خائف کمال
 جسم اور خویشی کی دی کیا مہتم
 پر نہ موسیٰ نے کیا کچھ وہیان بھی
 ساتھ مال و زر کے اس کو غرق کر
 حکم موسیٰ کا زمین نے جب سنا
 سُن چکا قارون کا تو تذکرا
 جمع کر ہر وقت گنجِ آخرت

دون زکوات اسکی اگر میں ناگزیر
 عبدِ سیم و زر تھا بچید و ذلیل
 منہ سے بد کہنے لگا وہ نابکار
 ہاتھ اٹھا کر کی دعا یاد و الجلال
 پس میں گویا تیرا پیغمبر نہیں
 ہے تمہارے حکم میں ارض و سما
 شاد ہو کس واسطے رنجور ہو -
 قہر حق لائے ہوا اس کو یقین
 ہو گیا اس کو نہایت انفعال
 روکے چلانے لگا کیجے کرم
 بس زمین کو دیدیا فرمان یہ
 تانہ پائے یہ اپنی حسدِ سر
 غرق مال و زر کے ساتھ اُس کو کیا
 دولت دنیا سے ماتھے اپنا اٹھا
 تانہ اٹھا نا ہونہ رنجِ آخرت

حشر میں گرچا ہوتا ہے اپنی خیر
 کرتلف ہرگز نہ حق الناس کو
 دیکھ تو ہرگز نہ کہا مال یتیم
 حیف ہے کچھ بھی نہیں تجھ کو خیال
 عمر کی تو نے بسر کس کام کی
 کس جگہ سے تو نے زر پیدا کیا
 ان سوالوں کا تو دیگا کیا جواب
 درہم و دینار کو روز ازل
 چو ما اور آنکھوں نہ پرکھ کر یہ کہا
 کچھ نہ حکم حق عمل میں لائینگے
 تجھ کو ہو منظور گر ہو مال دار
 ماتھے سے جو چیز جائے غم نہ کہا
 کر قناعت جو سچے ہو مہمست
 امر کوئی ہو جو تجھ کو ناپسند
 رہ خدا کی حکم کی تعمیل میں

صرف میں ہرگز نہ لا تو مال عنبر
 تا عذاب آخرت تجھ پر نہ ہو
 ورنہ ہو گا تو جہنم میں مقیم
 حشر میں پوچھو گے تجھے ذوالجلال
 تو نے کیا تعمیل کی احکام کی
 تو نے پھر خرچ او سکو کس کس جا کیا
 او سدم آئینگا تجھے کیا کیا حجاب
 دیکھ کر شیطان نے ازراہِ حیل
 عشق میں سب سکے ہو نگے مبتلا
 میری دام مکر میں آجبا یتنگے
 کرا مانتداری کو تو اختیار
 پائے جو کچھ او سپہ تو کر اکتفا
 ہے قناعت میں نہایت منفعت
 دوسروں کے بھی لئے ہونا پسند
 دولت عقبی کی رہ تعمیل میں

بیان طاعت و بندگی

تو نکر ضایع کبھی عمرِ عزت نہ
 چھپر نہیں آتا پٹ کر آبِ جو
 تو کہیں ابلیس کا بندہ نہو
 احب کو ضایع فضیلت کے نکر
 ہے سدا معراجِ مومن کی نماز
 کیونکہ وہ رہتا ہر شیطان سے جدا
 رحمتِ حق راہِ عرفان ہے نماز
 حنہ دین لیجائیگی تجھ کو یہی
 حشر میں اٹھکا اندامِ سربر
 بے نمازی کو نکر کچھ تو عطا
 زمینہ راول کی نہ کرنا تو مدد
 ہوگا تو توجہِ قہرِ خدا
 تاکہ عقبے میں نہو شرمندگی
 کر عبادتِ او سکی تو با صد خشوع

اے دل نادان اگر کچھ ہے تیز
 وقت کو ہرگز نہ کہو بیکار تو
 سن نصیحت کو پر اگندہ نہو
 پڑھ نماز پنجگانہ وقت پر
 رات کی ہو یا کہ ہو دن کی نماز
 حاصل اس سے کیون نہو قربِ خدا
 رونقِ دین رکنِ ایمان ہے نماز
 حشر میں بحثِ نیکی تجھ کو یہی
 کی نماز پنجگانہ ترک اگر
 بے نمازی کو نہ تو کہنا کہلا
 کیونکہ وہ مانند کافر کے ہو بد
 بے نمازی کو کبھی گرجوش کیا
 سر جھکا اپنا تو بھر بندگی
 قلب کو کرایہ خالقِ مین رجوع

یہ سمجھ لے سائے گویا ہے وہ
 بندگی سے تجھ کو حاصل ہو
 ہو مسلولہ و صوم اگر تجھے قضا
 الغرض ہے تاک میں تیری اجل
 و ہر دو نکی ہو گئی الفت تجھے
 یاد دو زخ کی تجھے آتی نہیں
 کار دنیا سے نہیں فرصت کبھی
 گر کبھی مائل طبیعت ہو گئی
 ہو کے استادہ اقامت کے لئے
 تجھ کو کیا کیا آتے ہیں و رسم خیا
 حکم شارع کے تو کرتا ہے خلاف
 فکر رہتی ہے کہ ہو بس اختتام
 یوں نماز حق تو پڑھتا ہی سدا
 کب حضور قلب سے کی بندگی
 منکر دنیا میں جو تو مشغول ہو

تیرے ہر اک فعل کا بنیاد ہے وہ
 رستگاری پائے تا یوم النشور
 پاکے فرصت جلد کر لے تو ادا
 تو نہ مر جائے کہیں اے عبدِ مل
 پھر نہو گی کس طرح غفلت تجھے
 کچھ طبیعت تیری گھبراہتی نہیں
 کس طرح سے ہو گی پھر طاعت کبھی
 ختم یوں تیری عبادت ہو گئی
 ساتھ اٹھاتا ہے جو نیت کے لئے
 طاعت حق تجھ کو ہوتی ہے وبال
 حرف تک مُسند سے نہیں کہتا ہر صفا
 جلد ناسخ ہوں کھین پڑ بکر سلام
 رسم دنیا جیسی کرتے ہیں ادا
 حیف ہے ہوتی نہیں شرمندگی
 تیری طاعت کس طرح مقبول ہو

طاعت کیلئے کاکٹھا ہر یہ حال
 جب کھڑے رہتے تھے وہ بھر نماز
 کانپتا تھا بید کے مانند جسم
 رات دن روتے تھے ایسا زار زار
 جسم میں رکھتے تھے بالوں کا لباس
 پیٹ بھر ہرگز نہ کھاتے تھے غذا
 ہو گئے تھے اس قدر وہ ناتوان
 روزہ دار و زاہد و طاعت گزار
 مثل تھا اونکا نہ کوئی عہدین
 سُن چکا تو حضرت یحییٰ کا ذکر
 کر عبادت پر نہ ہرگز تو عنبر و
 جانتے ہیں اسکو بد جو عین قیاس
 ہوتے ہیں جو صاحبان معرفت
 چاہے خوفِ کریم بے نیاز
 بندگی تیری نہ شاید ہو تبول

تھے نہ حضرت صاحبِ اہل عیال
 اس قدر ہوتا تھا خوفِ بے نیاز
 لب پہ جب اللہ کا آتا تھا اسلم
 ہو گئے مجروح تھے دونوں عدا
 کرتے تھے بالوں کی ٹوپی زیبِ راس
 سو کہ کر کاٹا بنے تھے دستِ پا
 جسم سے باہر تھے ساری استخوان
 متقی و عابد و پرہیزگار
 تھے ہمیشہ نیک یوں کے جیدین
 طاعتِ حق کی ہمیشہ رکھ تو فکر
 یہ صفت شیطان کی ہے وہ اس قدر
 وہ کبھی ہوتے ہیں خوار و ذلیل
 رہتے ہیں وہ خواستگارِ مغفرت
 عمر بھر گرتے رہے صرف نماز
 رہ ہمیشہ پر خطہِ دایم لمول

گرتے عصیان ہیں جید بشمار	رحمت حق الق کارہ امیدوار
کیا عجب ہے بچشدے تجھ کو کریم	کیا عجب بھیجے نہ دوزخ میں کریم

بیانِ نعمتِ روزی حرام

حیف اسے نفسِ دنی نامتق شناس	حکم حق کا کب کیا ہے تو نے پاس
اختیار ایسے کئے ہیں تو نے کام	جس کو فرمایا ہے شاع نے حرام
راغب دینا ہوا تو اس قدر	عاقبت کا کچھ نہیں خوف و خطر
ہر کسی سے مانگتا ہے بے ادب	جو طلب کرنا ہو کر اوس سے طلب
ہے یہ ارشادِ جنابِ کردگار	مجھ سے روزی کا اگر ہے خواستگار
تجھ کو پہنچا دو نگاہِ نرقِ حلال	تجھ کو ذرا بھی نہویں کا خیال
تو ہو کر راغب سوئے کسبِ حرام	قوتِ جائز سے نہیں پھر تجھ کو کام
تجھ کو مل جائے جو قوتِ لایموت	شکرِ کرات کا اور کر سکوت
حرص کر کے ہو نہ محسوسِ کرم	اپنے حق میں تو ناظرِ سلم و ستم
کاہلی ہے کسلے کیوں تو ہوسست	باندھ لے اپنی کمرہت کی چست
گھر میں کیا بیٹھا ہے تو اے پردِ غل	مرو میدان ہے تو میدان میں نکل
جستجو کر اوپر رکھ دار و مدار	دیکھہ کیا کرتا ہے پہر پروردگار

بڑھ کے ہے مان باپ سے بھی مہربان
 لطن مادرین تری کی پرورش
 اوس جگہ تیرا محافظ وہ رہا
 کی حفاظت تیری ہر دکھ درد
 خیر سے جب نو نھینے کا ہوا
 شیر مادر روزی ٹھہرائی تیری
 باپ کو مان کو محبت اوسنے دی
 روز و شب رکھتے تری ہر اک خبر
 ظاہر بالا تجھے مان باپ نے
 عقل جب آئی تو آفت میں پڑا
 غیر سے تو نے کہا سب اچال
 پرورش جسے کہ طفلی میں ہے کی
 مدعا ہر ایک کے کیون کر کھون
 حیف ہے سمجھانین انق ہے وہ
 رزق دیتا ہے ہمیں ہر حال میں

وہ خبر لیتا ہے تیری ہر زمان
 تجھ کو پہنچا دیا ان قوت و خوش
 جس جگہ کوئی خبر گیران نہ تھا
 اور بچ یا تجھ کو گرم دس دے
 پیٹ سے مان کے بچے پیدا کیا
 بڑھتی جائے تا توانائی تری
 تا بچوبی پرورش ہوئے تری
 چلنے پھرنے میں نہ پہنچے کچھ غم
 آجوانی ناز تیرے سب سمجھے
 فکر روزی و معیشت میں پڑا
 حیف ہے تجھ کو نہ آیا کچھ خیال
 محبت کو پہنچا بگا رزق اب بھی وہی
 دوست کا غیر دن کیون شکوہ کروں
 لایق طاعت و احسانق ہے وہ
 بندگی یا معصیت اسکی کریں

غیر جائز رزق سے کرا جتنا ب	تا د عا بھی تیری ہوئے سجتا ب
عسیر جائز نعمہ گرتو کبسا یگا	دکتابے نور آئینہ ہو جائیگا
قلب کو تیرے یہ کرتا ہوسیا	تجھ سے پھر سرزد ہوں کیونکر گناہ
گر کبھی کبسا یگا تو رزق حرام	ہوگا بعد از مرگ دوزخ میں مقام

بیان مذمتِ ظلم و جور

کیا ہوا ہے تجھ کو نفس بے تمیز	کوئی بندہ ہو ترایا ہونیز
وقت پر جہدم بجالائے نہ کام	ماتا ہے او کو بھر انتقام
اون سے سرزد ہوا اگر کوئی خطا	تو خفا ہوتا ہے دیتا ہے سزا
غیظ میں کہتا ہے اون کو سخت و	لب پر آتے ہیں کلام نادرست
کر رہا ہے جو خلاف حکم رب	کیون نہ تو لایق غیظ و غضب
لیکن اسکا کچھ نہیں تجھ کو خیال	ہو یگا محشر میں تیرا کیا مال
خوب ہے یہ قول لقمان حکیم	جانستے ہیں اسکو سب جو ہیں فہیم
دو سرو پر کب ہے تیرا ظلم و جور	بلکہ اپنے نفس پر ہے کر تو غور
ظلم یہ جہنم دکھائیگا اثر	اک نہ اک دن تجھ کو پہنچے گا ضرر
ہو ملازم یا کوئی مملوک ہو	دایم اونسے کر سلوک آئینگو

<p>دے کسی کو بھی نہ رنج و غم کبھی کر کسی سے بھی نہ عجیب گفتگو دے نہ ایذا و ن کو جو شکوہ ہیں دل پہ قابو رکھ تو ہنگام غضب حاکم ظالم کے ہمسایہ سے دور بیگناہوں کو نہ ہرگز تو ستا</p>	<p>اور نہ ہو آشفستہ و برہم کبھی اور کسی کو بھی اندے و شنام تو تاج مسرمان ہیں وہ مظلوم ہیں تانہو جائے تعاصی پیشِ رب اک نہ اک دن جانکا ہے بس خطر اہ مظلوموں کی ہے قہر خدا</p>
--	--

بیان تعریف دوستی و اقسام دوستان و مذمت دشنام دشمنان و مذمت صحبتِ بد

<p>دیکھ لے نادان نفسِ حینرد تب بھی کم ہے سیکڑوں ہیں مست گر ہے زمانے میں اگر تو بختیار تو اگر اپنا کہیں گایہ طریق دشمنوں سے بھی رکھا کرا اتفاق اوس سے دوری کا کبھی طالب نہ ہو سامنے آجائے گر تیرا عدو</p>	<p>تو کسی سے بھی نہ رکھ بغض و حسد ایک بھی دشمن زیادہ ہے مگر ہر کسی سے دوستی کراختیار عنبر بھی ہو جائینگے تیرے فوق تانہ پہنچائے ضرر و نکانفاق پاکے فرصت وہ کہیں غالب نہ ہو دیکھ کر اسکو نہ تو ترش رو</p>
--	---

تجھ سے ملنے میں اگر سبقت کرے
 تو بھی اُسکی طرح کر لطف و کرم
 چاہلو سی پر نہ اوسکی بھول جا
 عاقل و نادان عدو ہوتا ہے جو
 پر چنڑ بی کی تری رکھتا ہر دھن
 دے اگر کوئی تجھے گا ہے فریب
 ہر کسی کی جو کوئی غیبت کرے
 گر مصیبت میں کوئی ہو مبتلا
 جس میں ایسے بد خصل ہوں نہان
 جو کہ ہے بے عقل پس اُسکو نکر
 بلکہ ہو جاتا ہے وہ تیرا عدو
 عاتقوں کی دشمنی سے تو نڈر
 تین قسموں کے محب ہیں یاد رکھ
 دوست اک ہے وہ ہن جو خود غرض
 وقت بد میں جو شریکِ حال ہو

ظاہرِ اغتر کرے شفقت کرے
 پر نہ ظاہر کر گزشتہ رنج و غم
 با حشر رہ اور دہو کے میں نہ آ
 گوہنہ میں کرتا ہے ظاہر رنج کو
 اس نصیحت کو تو گوشِ مے سن
 لے نہ بدلا اور کر صبر و شکیب
 سامنے آجائے تو مدحت کرے
 دیکھ کر دل میں ہو خوش بے انتہا
 اُسکو کہتا ہے منافق سب جہان
 کیونکہ کچھ اُسکو نہین ہوتا اثر
 دور اس سے رہ اگر عاقل ہو تو
 دوستی سے جا بلو نکلی کر خذر
 آپ کو صحبت سے ان کی شاد
 ساتھ دے ہو مفلسی یا ہو مرض
 نذر کر دے جان ہو یا مال ہو

دوست ہے۔ دشمن کا دشمن تیسرا
 جو نہایت بد بین نافرجبام ہیں
 آبرو کا اور تیسری جان کا
 دوست دشمن کا ہے۔ دشمن تیسرا
 ہوا اثر اسکا نہ تجہ میں بھی کہیں
 نیک صحبت سے حذر معیوب ہے
 جو گلستان میں لکھا ہے بر ملا
 حسندان کو گم نبوت کے کیا
 ہو گیا انسان گو تھا جانور
 صحبت بد میں ہمیشہ ہے خطر

دوسرا وہ دوست جو ہو دوست کا
 دشمنوں کے تین بھدا قسم ہیں
 اولاد پرے جو ہو نقصان کا
 دوسرا دشمن ہے۔ دشمن دوست کا
 بد چلن کا ہونہ ہرگز ہمنشین
 صحبت بد سے تو غلت خوب ہے
 قول سعدی کیا بھلا ہے واہ دا
 نوح کا بیٹا بدون میں جب ملا
 کہف کے اصحاب میں سگ بیٹھ کر
 صحبت بد سے ہمیشہ کر حذر

بیان حقوق والدین و اولاد و حسن خلق

حق کسی کا بھی نکرہ گز تلف
 دین اور دنیا میں تا حاصل پہنچیں
 لا اطاعت میں نہ انکی کچھ شکوک
 آخرت میں تاکہ ہو تیرا بھلا

ہے اگر ایدل تو خا مان شرف
 رکھہ نظر میں تو حقوق الدین
 کیجیو پوستانیکہ نے سلوک
 جان و دل سے مان توانکا کہا

کر لقیں تو ہے اگر خستہ ہے
 جس سے ہو جائیگے ناخوش باپان
 ہے یہ قول راویانِ محترم
 ہو گئے یوسف عزیزِ صبر
 غیظ میں یہ حکمِ حق کا ہوا
 باپ مان کی تو نے جو عزت نکلی
 باپ کی اور مان کی تو تعظیم کر
 جو بزرگوں کا کرے گا احترام
 یاد آیا ایک قصہ بر محل
 گذرے ہیں جو خوش سفا و نیک ذات
 الغرض تھے تین اصحابِ رفیع
 چرخ سے پڑنے لگا ہیندیک
 سامنے آیا نظر کوہِ بلند
 ہوتے ہی اوس غار میں جا کر نہا
 بند جہدم ہو گیا مٹہ غار کا

نیچے مان کے پاؤں کے نور سے ہے
 وہ نہ سونگہیگا کبھی بوسے جان
 اسکو کرتا ہوں بیانِ مختص
 باپ اور مان کی نکلی تعظیم تب
 عترت تو نے پادشاہی پر کیا
 نسل سے تیری نھو گا اب بنی
 جو کہیں اسکو بجانِ تسلیم کر
 دین و دنیا میں وہ ہو گا نیک نام
 نظم کرتا ہوں میں کر او پیرِ نعل
 دو نون عالم سے ہوئی جنگی نجات
 راستہ چلتے تھے وہ بخوفِ دیم
 برق کی ہونے لگی ہر سو چمک
 غار اک بھبرا مان آیا پسند
 حکم حق سے ڈھکیا سنگِ گران
 باہر آنے کا نہ پایا راستہ

ایک لون میں یہ بولا خوش سفا
 جس نے عند الحق کیا ہو کار نیک
 غالباً ہم کو ربانی دے خدا
 سُنکے اُن میں یہ بولا اک جوان
 ایک زوجہ تھے کئے لڑکے صغیر
 دسترس ہوتا جو کچھ بھر طعام
 پھلے کہا لیتے جو میرے والدین
 دیر سے اک روز آیا میں جو بھروسہ
 نینے دیکھا جبکہ وہ پہنچا میں
 اس قدر مجھ کو رہا پاس ادب
 لیکے ساتھ نوپہر صبحا نے جام شیر
 باپ ماں شب بھر ادھر سو رہے
 پہلے لڑکوں کو میں کچھ دید و نہا
 راستے تیری رضا کے اسے غفور
 غار سے سنگِ گران کو دور کر

راستگویی دیکھی ہم سب کو نجات
 اُس کا بظاہر ہر گھڑی کردے ایک
 ہو تب بول اُسکے سبب شاید دعا
 تھے ضعیف و پیر میرے باپ ماں
 اور تھا میں گلہ بانی کا حیر
 نیکر آتا اپنے گہرین وقت شام
 بعد میں اہلیہ جہلمہ نورین
 اتنا قاسو گئے مادر پدر
 رات گزری میری پیچ تباہین
 کر سکا اُنکو نہ میں بیدار تب
 منتظر بیٹھا ہوئی وہ شب حیر
 بھوک سے لڑکے ادھر روتے رہے
 یہ نہیں زخفہاں مجھے ہو سکا
 ہو گیا اس امر کا مجھ سے ظہور
 تاکہ نور آسمان آئے نظر

ہو گئی مفتبول بس اسکی دعا
 دوسرا پھر اٹھکے یوں کہنے لگا
 تھی محبت مجھ کو جو اس سے زیا
 ناگہان بس آگیا دل میں خیال
 اُس نے گویا ہر کی انکار بھی
 لاکے دیگا اگر مجھے سوا شرفی
 جمع کر کے مینے با صبر جستجو
 اور کہا اب کیجیو وعدہ وفا
 ہے تجھے گر کچھ بھی خوف کروگا
 سُنکے بھین ہو گیا خائف کمال
 ایذا آگاہ ہے عالم ہے تو
 کھدے سچ سچ بھینے واقعات
 سامنے سے اور پھر دور ہو
 رحمت حق کا ہوا اُس دم نزول
 اور تھوڑا ہلکیا سنگِ گران

تھوڑا پتھر سامنے سے ہلکیا
 دستِ سرِ نکاح مری تھی ریت
 دیکھ کر ہوتا تھا سچا مسکرا شاد
 وصل کا اُس سے کیا مینے سوال
 پر کیا اس شرط سے اقرار بھی
 وصلِ مین ہو نگئی راضی اُس گٹھنی
 رکھ دیا جس وقت ار سکے روبرو
 اُس نے تب روبرو کے مجھ پر کہا
 تو نہ کر بدنام مجھ کو زینہار
 دور سے ہو گیا بس وہ خیال
 بخشنے والا ہے اور راحم ہی تو
 عفو کر دے اس بلا کو بخت
 تاملِ غمگین مرا مسرور ہو +
 ہو گئی اسکی دعا فوراً قبول
 اور نظر آنے لگا کچھ آسمان

تیسرا پھر اٹھ کے یوں کہنے لگا
 مجھ کو اک مزدور کی حاجت ہوئی
 کام جو بٹھا تھا اسنے کر دیا
 مینے باندہ جد و جہدِ بیشمار
 بعد مدت کے پھر آیا وہ اجیر
 دیدیا تیری رضا کے واسطے
 یا الہی کرد عا میری قبول
 سامنے سے دور ہو پتھر کہین
 غار سے وہ دور تپھر ہو گیا
 سو گئی اس غار سے جب غلصی
 انجدا ہم سب کا یوں ایمان ہو
 رکھتے ہیں اخلاق جو دنیا میں نیک
 یہ چند اے پاک کا فرمان ہے
 حُسنِ خلق آتا ہی ہر اک جا پہ کام
 تجھ کو خالق نے ہر دمی ولاد اگر

تو ہے واقف سب سے بھت لہذا
 نصف درہم ٹھری اجرت اُسکٹھی
 پر نہ لی اجرت روانہ ہو گیا
 نصف درہم کے لئے جب س ہزار
 بخش دی مینے وہ سب دولت کثیر
 ہاتھ اٹھائے ہوں دعا کے واسطے
 مدعا دل کا مرے بھی ہو حصول
 اس بلا سے جائیں ہم بچ کر کہین
 آسمان نظروں میں اظہر ہو گیا
 اپنے اپنے گھر کی بنے راہ لی
 ایسی ہی ہر اک بلا آسان ہو
 پاتے ہیں وہ منفعت عقبا میں نیک
 اور جزا احسان کی احسان ہے
 وقعت اس سے رہتی ہی قائم مدام
 چاہ اُنکو لطف و احسان اُنپہ کر

<p>تار ہے نظروں میں تو باغ و شان تانہواں کی نظر میں تو ریک تانہ پھیائے تجھے کوئی ضرر سیکون سے ہرگز نہ کیگا بدی سیکون کرنی بدی ہو صطرح دوست ہو جائے کیوں دشمن ہر ایک جس سے تابع ہوتے ہیں ہر مرد و زن جو ہیں بد انکا نہ بن آف ابھی تو</p>	<p>اپنے چھوٹوں پر رہا کر مہربان اپنی صحبت میں نکرادوں کو شریک جسم اور احسان کر ہر ایک پر جو ہیں بدائے نکر میں کی کبھی کرنا میں کی ہے بدوں اس طرح جو ہر انسانیت ہے خلق نیک ہے عمل تسخیر کا خلق حسن ہو غلام انکا کہ جو ہیں نیک خو</p>
--	--

بیان مذمت حرص

<p>حیف ہے پھر آبرو پر گریہ رشتہ الفت کو اس سے توڑ دے اپنی عزت کو وہ کہو تلے جیڑے جس قدر اسکو ملے وافی نہ ہو چاہئے عامل کو اس سے اجتناب بدلے راحت کے ملیگا رنج و غم</p>	<p>حرص کو کر ترک اس نفس دنی حرص دنیا کے دنی کو چھوڑ دے دار و دنیا میں جو ہوتا ہے حرص لاکھ زر اسکو ملے کافی نہ ہو آدمی کو حرص کرتی ہے خراب ہے جو حرص دولت و جاہ و شہم</p>
---	---

حرص میں دیتا ہے اکثر اپنی جان
ہے گنہگار خدا پاسبند حرص
حرص کر نیوالا دایم خوار ہے
مرنے پر چھوٹے تو چھوٹے یہ بلا

نیک و بد کا کچھ نہیں رہتا کوہین
ہاں نہ تو مطلقاً پاسبند حرص
حرص سے بدتر نہیں ہے کوئی شے
کوئی مومن ہو نہ اس میں مبتلا

بیان حقوق زوج شوہر مذمت مکر زمان و اقسام زنان

حکم شائع کو نکز نہاں ترک
ہیں کتب میں حکم اکثر باوثوق
دے پہننے کپڑے اور رہنے کو گھر
شرع نے جائز کیا ہے اور مباح
چاروں ہو طرز اخلاق ایک ہی
اور تری غم خوار ہے ہر حال میں
تو ندے زوجہ کو اپنی رنج و غم
حکم شوہر سے نہ باہر ہو کبھی
جانے نام نہانی شوہر کی حرم
ہو گا جس زوجہ کو عقبہ کی خیال

ہے پیچھے اس نفس گرتی زود رک
کر تلف ہرگز نہ زوجہ کے حقوق
کہانے پینے کی برابر رکھ جسہر
عورتوں سے چار تک کرنا نکاح
لیکن اس میں شرط بھی عمل کی
جبکہ نیکو کار ہے ہر حال میں
ہے اطاعت میں اگر ثابت قدم
چاہئے زوجہ کو شوہر کی خوشی
تابع منہر ان شوہر ہو دایم
دیگی شوہر کو نہ وہ رنج و ملال

زوج کو رکھے اگر زوجہ ملول
عورتوں کے مکر سے رو ہوشیار
انکا ذکر مکر ہے نہ تران میں
جو کہ ہوتا ہے جہان میں نہ مرید
مرد گر ہو نیک اور عورت ہو بد
جس کی مکی ہو دے زوجہ بد نہاد
ریج نہی ہر کرتی ہے ہر بات میں
عورتوں کے لکڑے میں قسام چار
پہلی شایستہ وہ زن ہے باتینہ
سامنے شوہر کے رہتی ہر حقیر
دوسری شایستہ اس کے ہے مراد
اقربائے زوج سے رکھے صلاح
خانہ داری میں رہے معروف جو
جو کرے اولاد شوہر پر کرم
دایم اس کو دیکھ کر خرسند ہو

ہو عبادت بھی نہ زوجہ کی قبول
کر نہ انکے قول کا تو اعتبار
ڈالتے ہیں یہ خلیل ایمان میں
زندگانی اس کی ہوتی ہے پلید
ایک ساعت میں ہوں رنج و غم و صدمہ
رات دن کرتی ہے وہ برپا فساد
تا بسر ہو تلخی اوقات میں
دو میں شایستہ دو ملعونہ ہیں خواہ
قوم میں رکھے ہوں سب کو غیر
دے اگر تہوڑا سمجھتی ہے کثیر
جس کو فزند زینہ ہوں نہ یاد
زوجہ کی ہر وقت چاہے وہ فلاح
ہو صفات نیک میں موصوف جو
خوش ہمیشہ ہونہ ہو کچھ رنج و غم
دوسری زوجہ کا گونہ زینہ ہو

ایسی زوجہ نیک طینت اور غریب بھلی ملعونہ وہ عورت ہر ذیل کچھ ندے شوہر تو ہو جا غدا اُسکا شوہر ہے ملامت میں دام دوسری ملعونہ وہ زن ہے غضب سامنے شوہر کے رہتی ہے خفا ہے یہ زن جیسی کوئی کہا رہی زمین اس سے پیدا ہو کوئی فنہ زنداگر گر زن بد نیک شوہر کو ملے	اُسکو ملتی ہے جو ہو صاحب نصیب اُسکو جانے جو شوہر ہے حلیل اور کچھ دے بھی تو پٹا و شتاب اُس سے ہمسایہ کو غم ہو سج و شام روتی رہتی ہے سدا جو ہے سبب دور ہو جائے تو کرتی ہے جفا نفع اسکے ذات سے ہوتا نہیں باپ ہو یگانہ اُس سے بہرہ ور کیون نہو دوزخ جہان اسکے لئے
---	---

بیان مذمت دروغ و وعدہ خلافی و عنیت

کیا ہوا ہے تجھ کو اے نفس شقی فاسق و بدکار کہتے ہیں دروغ ایک ہے جب ایک لے کھ دل و زبان ظہا ہر و باطن کو اپنے ایک رکھ خیر گر منہ پر ہو دل میں شر نہو	ہے سراسر تجھ میں خوسے فاسقی قول کو اُنکے نہیں ہوتا دروغ دل میں جو کچھ ہو زبان سے کریاں ہے اگر مومن گمان نیک رکھ حیف ہے جو دل میں ہو منہ پر نہو
--	--

جھوٹا ہاں اسوقت ہے کہنا روا
 یاد رکھ وعدہ خلافی عیب ہے
 تو کسی سے گر کوئی وعدہ کرے
 گر نہ منظور تو وعدہ انکر
 بولا جو کچھ منہ سے پھر کر کے دکھا
 جس کا قول فعل اک ہو مرد ہے
 گر کیا تو نے تلون اختیار
 ہے گناہ سخت غیبت رکھ خیال
 تو نہ کر غیبت کبھی حبر الہ
 یہ صفت پیدا ہوئی تجہ میں اگر
 گر کسی کی بھی کوئی غیبت کرے
 تیری غیبت بھی کر لگا وہ ضرور
 یاد رکھ ہر گز بخین بھال نہیک
 جسکی غیبت ہوگی اس کے سب گناہ
 حبر اس کا تجھ سے جو نیکی ہوئی

ڈر ہو اپنی یا کسی کی جان کا
 جس میں یہ خوف ہو وہ بد لاریک
 اُس کے ایفا کو تو واجب جان لے
 جب کیا تو پھر اُسے جھوٹا نہ کر
 کہلے پھر کرنا نہیں ہے یہ بُرا
 اور ہزار دن میں وہی تو فرد ہے
 ہو گا تیرے قول کا کیا اعتبار
 منع فرماتا ہے جب کو ذوالجلال
 جس کا کہنا سُننا دونوں میں گناہ
 تو کرینگے ذی ضرورت تجھے حذر
 روبرو تیرے تو بس تو جان لے
 رہ ہمیشہ ایسی بد صحبت سے دور
 محو ہو جائینگے سب اعمال نیک
 تیرے نامہ میں لکے جائینگے آہ
 پایگا وہ جسکی غیبت تو نے کی

یا خدا غیبت کی تو عادت نہ
بلکہ ایسے شخص کی صحبت نہ

بیان حال قیامت

<p>نفسِ سُنیٰ تو بے حشر و شکر کیا زلزلہ ہوگا زمین کو اس قدر صور اسرافیل پھونکا جائیگا سُنکے اوسکو ہوگا یہ خوف شدید عضو تنہر ایک طاقت کہوئیگا چہائیگا بالکل اندھیرا ہر الغرض اہل زمین اہل فلک آسمان ہوگا نہوئیگی زمین ہوگی باقی صرف اُسکی ایکذات دیکھو وہ قرآن جب کو یاد ہے تب یہ ربِّ پاک کی ہوگی صدا آجکے دن ہے یہ کس کی منت تم سبہوں کا حاکم و مالک ہی کون</p>	<p>ہو نیوالا ہے بروزِ حشر کیا ہوگا ہر اک کوہ ٹکڑے سب سر اوسکی یہ وحشت زدہ ہوگی صد سب سر موتے جوان ہونگے سفید حاصلہ کا حمل ساقط ہوئیگا شور رونے کا اٹھیں گاہر طرف سب فنا ہوئیگے اسرافیل تک اور نہو گئے ماہ و خورشیدِ مبین منبت اور نابود ہوگی کائنات کل شئی و حالِ کثِ ارشادِ ہر کون جزیرے ہی تم سب کا خدا آجکے دن ہے یہ کسکی سلطنت تم سبہوں کا خالق و مالک ہی کون</p>
--	---

جب کسی سے کچھ نہ پائے گا جواب
 ہوتے ہی پھر حکم رب دو جہاں
 حکم حق سے جب وہ پھر ہونے لگا صور
 اپنی اپنی قبر سے نکلتے گسب
 نامہ اعمال ہو گا ساتھ بس
 حشر کے میدان میں جب آئیں گے
 ساری ہو جائیں گی تابنے کی زمین
 اور اک نیزہ پہ ہو گا آفتاب
 اٹکی گرمی سے پکیا مغنیر
 شدت حدت سے اُس جاتا بفرق
 وہ بڑا دن ایک ایسا ہوئے گا
 آتش دوزخ جو ہوگی شعلہ زن
 کوئی مخزون کوئی ہو گا دردناک
 اپنے دکھ میں ہو گا ہر اک درمند
 باپ کو ہوگی نہ بیٹے کی خبر

آپ ہی دیکھا وہ پھر اپنا جواب
 تن میں اسرئیل کے آئیں گی جاں
 زندہ ہو جائیں گے سب اہل قبور
 کوئی خسر م کوئی باریخ و تعب
 جز عمل کوئی نہ ہو گا ہم نفس
 خوف عصیان بیت گھبراہٹیں گے
 جائے راحت بھی نہ پائیں گے کہیں
 شدت گرمی سے ہو گا اضطراب
 اور نہ پائے گا کوئی راہِ مفسر
 سب پسینہ میں رہیں گے اپنے غرق
 یعنی آدھے لاکھ سن کا ہوئی گا
 خوف سے کانپنے کا ہر اک کا بدن
 اور کیا برین ہو گا قلب چاک
 نفسی نفسی کی صدا ہوگی بلند
 سب کہیں گے الامان والحمد

دیکھ کر عصیان کو اسے گاجاب
 بعد ہوگی پریشش خمس وز کو اۃ
 پائیگا وہ مردہ باغ حبان
 اور لو اسے حمد ہوگا زیر عرش
 اور وہ ہوگا زب دست مرتضیٰ
 کوئی جزا سکے نہ ہوگا دادرس
 جائیگا اسپر سے با صدا نسب
 پار اسپر سے نہوگا مطلقا
 جس میں تولی جائیگی نیکی بدی
 جائیگا سوے سقر وہ بدیم
 جائیگا بین حبان وہ خوش نہاد
 تو جمل فرامیرے سارے گناہ

لائینگے ہر اک کو جب بھر حساب
 پہلی ہوگی پریشش صوم و صلوات
 نیک جو ہوگا وہ ہوگا شادمان
 ہوگا مجمع انبیا کا زیر عرش
 اس لوا کے نیچے ہونگے مصطفیٰ
 سب کا ہوگا بس وہی فریادرس
 ہوگا نیکون کو نہ کچ خوف صراط
 جو کوئی ہوگا گنہگار خدا
 اک طرف میزان رکھی جائیگی
 ہو بدی زاید اگر نیکی ہو کم
 کم بدی جبکی ہو اور نیکی زیاد
 بھرا احمد بھر حیدر یا الہ

خاتمہ

ختم کر تقیر کو تحریر کو
 ناپسند عقل ہے بیکار طول

طول سے لایق نہ اب تقیر کو
 مثنوی کو تو ندے ز نہار طول

مختصر بی نظیر ہو سب کے پسند
 اور عام شاعری اصدا بہنیں
 اور کچھ مطلب بہنیں بد نظر
 یہ نتیجہ طبع موزون کا ہر طرف
 پند نامے حضرت لقمان حکیم
 لقمہ شیریں رکھا ہوا اسکا نام
 پر حلاوت نان و حلوا کی کہان
 فارسی وہ اور یہ اردو زبان
 مثنوی اردو ہے اک نان و نمک
 اسکے ناظم گدے ہیں مرزا ساج
 شور ہے نان و نمک کا جا بجا
 پردہ عامیری ہے با قلب ملول
 لقمہ شیریں یہ اسے پروردگار
 پند کا ایسی بہنیں اس میں شمول
 پیٹ حاسد کا مگر بھاری نہو

بولین دریا کو کیا کوزے میں بند
 ناز اپنی طبع پر حاشا بہنیں
 نظم کی ہے بھیر تعلیم پر
 اور نصائح کا یہ مجموعہ ہر طرف
 شد کنون منظوم از فضل کریم
 نعمتِ حق ہو اگر لیں اس سے کام
 اور وہ لذت من و سلوا کی کہان
 مہر سے ذرہ کو ہے نسبت کہان
 جو کہ ہے معتببول عالم آج تک
 تھے نہایت ہند میں حقائق فصیح
 یہ فقط لقمہ ہے شیریں اور کیا
 یا الہی یہ بھی ہو جائے مقبول
 ہو طبیعت کو ہر اک کی خوشگوار
 دل نہ ہر اک کا کرے جسکو مقبول
 رنج و غم او سپر کہیں طاری نہو

لقمہ شیرین کو میرے دیکھ کر	منہ میں بھرتے نہ پانی سرسبز
طبع حاسد کو نورِ حب	باعثِ سببِ انِ صفراے حد
عیب کچھ اس میں کہیں پیدا نہ ہو	نقص بہرِ نکستہ چین پیدا نہ ہو
کہہ یہ سال نظم کے فرخندہ پئے	اک جلالتِ لقمہ شیرین میں ہے
سالِ ہجری طبع کا ہمدست ہو	گنِ عروسِ نظم کے اعداد کو
گن لے چھبیس اکہزار اور تین سے	مثنوی کستہ ترین - تایخ ہے
سالِ فصلی طبع کا کریونِ شمع	گن لے تو مقتبولِ دورانِ تین بار
اب دعا پر مثنوی کو ختم کر	بارِ الہا مجھ کو دے اس کا شکر
ناجی صاحب ہیں جو میرے استاد	خوش رہیں اور سہر ہو انکی زیاد

روزِ محشر پر ششِ عصیان نہ ہو
بخشد مجھ کو مرے مانِ باپ کو

قطعہ تاریخِ چکیدہ کلک گہرِ سلک پادشاہِ تسلیم معافی فخرِ انوری خاقانی
افصح الفصحی و اکمل الکمل علیٰ نبیاب مولوی سید اعجاز حسین خانا ناجی علیہ السلام

خوب لایق نے مثنوی یہ کہی
کہا ناجی نے طبع کا یہ سال

شاہِ ہرِ یکمال کی ہوئی طبع
آج صد شکرِ مثنوی ہوئی طبع

۱۳۲۶ھ

ایضاً ریختہ قلم مجرّم شاعر نازک خیال شیرین مقال عالیجانبیہ لاؤ علیہا وانش مدظلہ العالی

مثنوی نیکوی مطبوع شد

طبغزادہ لایقتم اندر سلوک

مثنوی معنوی مطبوع شد

از رہ معنی سزدگر گویش

بارک اللہ مثنوی مطبوع شد
۱۳۲۶ھ

گوی دانش مصرع تاریخ طبع

ایضاً ولہ فصلی

در سلوک و پند گفتہ مثنوی نیکوی

میر محمود علی لایق برادرزادہ ام

حمد رب گردید مطبوع طبایع مثنوی
۱۳۱۴ھ

سال فصلی از برای طبع آن دانش گوی

ایضاً طبغزاد صاحب طبع رساجنباب سید فیض الرحمن چارسدرہ شاگرد حضرت ناجی مدظلہ العالی

رہتے ہیں وہ میان بیم و رجا

جو کہ خالق کے برگزیدہ ہیں

کبھی کہتے ہیں بخشد یگا خدا

کبھی عصبان اپنے خایف ہیں

پر یہ کہتے ہیں آہ کچھ نہ کیا

عمر بھر کرتے ہیں وہ طاعتِ بر

سمجھ معنی فان اوریققی

زندگانی ہی میں فنا ہو کر

صبر و شکر انکا کام صبح و مسا

ذکر و شغل انکا فرض لیل و نھا

ساتھ ہے صابر و کج ربت علّٰ

عارف حق جو ہیں وہ صابر ہیں

ہوتی ہے دسکے آئینہ کو جلا

صابرون شاگردوں کے ذکر میں بھی

<p>عارفون صابرون کا حال لکھا مشنوی ہے کہ نان اور حلوا مجھے پوچھا تو میں نے اونے کہا خوان یغمائے صابریں سے لیا</p>	<p>لائق خوش کلام نے سدرہ نام ہے اس کا لقمہ شیرین سال تصنیف و سبع لائق نے تمنے لائق یہ لقمہ شیرین</p>
<p>ایضاً طبعزاد جناب لوی سید عباس حسین ضا عباس ^{رحمۃ اللہ علیہ} شریف اگر حضرت حاجی تلامذہ العالی</p>	
<p>نظم فرمود مشنوی فی الحال این کلام است یا کہ سحر حلال بدو عالم بود خجسته مال بعنایات حنائی متعال نظم مطبوع دہر گفتم سال</p>	<p>لائق ذی کمال عموم از سماعت شدہ دلم معنون حبذا مہربا جزاک اللہ طبع گردید ہبہ منیف عام شکر تاریخ کرد چون عباس</p>
<p>ایضاً ولہ فصلی</p>	
<p>ہو گیا حیران میں شکر مشنوی ایسی بھی ہوتی ہے کلمہ مشنوی اور گو دیکھی ہے اکثہ مشنوی دیجے ہبہ ہمیشہ مشنوی</p>	<p>میر محمود علی نے کی جو نظم اس میں وہ پسند و نصیاح و بچہ بن سچ تو یہ ایسی نظر آئی بنین کہد یا جب چھاپنے کی واسطے</p>

میرے خواہش کو کیا اُسدم قبول میں نے دی مطیع میں لجا کر اسے سال فحسلی کا کہا عباس نے	مجھ کو دیدی بس اٹھا کر مثنوی جب وہاں سے آئی چھپ کر مثنوی چھپکی ہے دیکھ بہتر مثنوی
---	---

ایضاً طبغداد جناب مرزا علی جوہر صاحب جوہر شاہ حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

لایق کو اس کا حلق علامہ و مصلد اک آن دور کر نیو کو دل چاہتا نہیں کیا کیا ہو میں نہ مثنویا طبع خلق میں طاہر جو اس سے ہوتے ہیں آداب دیکھ جوہر نے سال طبع کی کنکر جس گہری	تصنیف کی ہر ایک کی مثنوی مثنوی ہے زاہد و کن واسطے محبوب مثنوی ہر اک سے اسکے سامنے محبوب مثنوی جو اہل دین ہیں و نکو ہر مطلوب مثنوی آئی مذاکرہ طبع ہو بی غیب مثنوی
--	--

ایضاً طبغداد جناب مرزا علی جوہر صاحب جوہر شاہ حضرت ناجی صاحب مدظلہ العالی

مثنوی خوب لکھی ہے یہ واہ کہہ جو او اسکی طبع کا سال	کیون نہ حسین کے لایق ہوں لایق مثنوی چھاپی حسین کے لایق
---	---

ایضاً ولہ فصلی

نکیون لایق وصف و مدحت ہوں لایق جو او اسکے چھپنے کی تائید	لکھی خوب بہ واہ و مثنوی مثنوی چھپنے کی تائید
---	---

ایضا طبیب و جناب مولیٰ محمد ولد علیضہ جلاویں در اول و کامیاب و شریف علی شاگرد و صاحب نامی مکتبہ

میر محمد علی منظوم کرد	خوب در سپہ این موثر مثنوی
منکر تا بخشش چو کردم بے جلا	گفت با تفہیمت ماثرونی

۱۳۲۶ھ

ایضا ولہ

عجب یہ مثنوی منظوم کی ہے	جناب میر محمد علی نے
ہے بندش صاف جبرستہ میں بیات	مضامین بھی سنے اب تک ایسے
کئے ہیں نظم اس میں وہ فصیح	ہو مستون گر کوئی اکبار سن لے
جلا تو طبع کا یہ سال تجوی	کلام خوب آیا پاس ہے کھڑے

ایضا از تجرید فکر صاحب یاد شاہ علیضہ ضیاء لکھنوی محمد بسطامی عالیجناب بہرام الدولہ بہادر

لائق خوش بیان خوب نظم یہ کی مثنوی	پائینکے جس سے خط کمال ماہر فن اچھی بھی
چھپکے اسے بلطف حق آنے تو وہ ظہور میں	ہو گی پسند کامل ہندو دکن ابھی بھی
روح روان نظم ہر مصرع سال یہ ضیاء	قالب طبع میں پڑی جان سخن ابھی بھی

۱۳۲۶ھ

ایضا طبیب و جناب میر کوثر علی صاحب کوثر میر شمس قمر عالیجناب بہرام الدولہ بہادر

ہر نظم سے نگاشتی لائق	افسوس آفرین بطبع روان
-----------------------	-----------------------

	مثنوی فصیح تیاران
--	-------------------

۱۳۲۶ھ

صاف صاف ابیات ہیں اور عظیم	نقص سے ہے پاک وہ بے اشتباہ
سال فصلی کہدیا کاکل نے یہ	مشنوی بہتر لکھی ہے واو واو

ایضاً بلبل و جناب لوی میر محمد بہا صاحب یا ورکیل اینکورٹ شاگرد محال مرحوم دہلوی

میرے لایق دوست محمود علی	جب کو حاصل ہے کمال دوستی
شاعر نازک خیال و علم دوست	اور میں شیدا کمال دوستی
مشنوی نے جب کی ظاہر کر دیا	دل سے ہے انکو خیال دوستی
جو نفع ساج کا دھنیرہ بنگئی	ہے سراسر جس میں حال دوستی
شک بنین الحق مژدین ذرا	پند ہے لیکن مال دوستی
مصرعہ تاریخ یا ور نے لکھا	لقمہ شیرین ہے نبال دوستی

ایضاً ولہ

مشنوی لایق کی یہ ہمیشہ ہے	اس میں ہیں لولوئے معنی و بیار
موتیوں میں تو لے ہر لفظ کو	ہے یہ گنجینہ گھر کا بیگما
اسکا ہر اک شعر ہے مثل صدف	صاف ہے جس میں دوا
قوم کو لایق نے یا ور ظہیر	مشنوی پند

تمام شد

